ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

1 ذوالقعدہ ۱۴۲۵ھ — جنوری 2005ء

قربانی کے احکام و مسائل

عالمِ اسلام کے خلاف مغرب کی نئی حکمتِ عملیاں

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ

صدر پرویز کی امریکہ میں قادیانیوں کے اجتماع میں شرکت

مجلس احرارِ اسلام
عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے 75 سال
1929ء — 2004ء

نورِ ہدایت

القرآن

''اللہ وہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو (اتنے) اونچے بنائے۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا کہ ہر ایک 'ایک معیادِ معین تک گردش کر رہا ہے۔ وہی (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے۔
(اس طرح) وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے رو برجانے کا یقین کرو۔''

(سورۃ الرّعد، آیت:۲)

الحدیث

''حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کچھ قرض لیا، پھر آپ کے پاس سرمایہ آگیا تو آپ نے مجھے عطا فرما دیا اور ساتھ ہی مجھے دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تمہارے اہل و اعیال اور مال میں برکت دے۔ پھر فرمایا کہ: قرض کا بدلہ یہ ہے کہ ادا کیا جائے اور (قرض دینے والے کی) تعریف اور شکریہ ادا کیا جائے۔'' (سنن نسائی)

الآثار

''مجلس احرار کیا ہے؟ اسلام کی زندہ روح ہے۔ سرمایہ دار دنیا ہمیں جتنا چاہے طعن کرلے مگر دشمن کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ احرار بے پناہ قوتِ عمل کا سرچشمہ ہے۔ تھک جانا یا شکست کو تسلیم کرنا ہم نہیں جانتے۔ کوئی ہمارا دوست بن کر ذلت نہیں اٹھاتا۔ دشمن بن کر آرام نہیں پاتا۔ خدا سے یہی دعا ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے کام سپرد کرتا رہے اور یونہی کامیاب فرماتا رہے۔ جب کوئی آواز ملک میں بلند ہوتی ہے 'احرار کی روحِ سعید اسے ایمان کے تقاضوں کی بنا پر پرکھتی ہے۔ تعجب یہ ہوتا کہ سب دوستوں کے دل و دماغ پر واقعات کا یکساں اثر ہوتا ہے اور ہماری تدبیروں میں بنیادی فرق نہیں ہوتا۔ جزوی تفصیل میں گرما گرم بحث ہوتی ہے کہ کوئی جانے کہ اب جدا ہو کر پھر نہیں ملیں گے مگر خدا کے کام کے لیے جمع ہیں الہام کا مدعی کون ہے۔ اختلاف نیک نیتی کے ساتھ رحمت ہے اپنے اختلاف کو رحمت سمجھ کر تدبیر کرتے ہیں۔''
(''تاریخ احرار''۔ چودھری افضل حق)

دل کی بات

مرے وطن کی سیاست

پرویز بادشاہ نے ۳۰؍دسمبر ۲۰۰۴ء کو قوم سے اپنے خطاب میں دونوں عہدے اپنے پاس رکھنے کا باضابطہ اعلان کردیا ہے۔ جبکہ گزشتہ سال انہوں نے اپنے قومی خطاب میں وردی اتارنے کا اعلان کا باضابطہ اعلان کیا تھا۔ انہوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور زندگی بھر تختِ حکومت پر جلوہ افروز رہنے کے لیے ایسے کئی باضابطہ اعلانات و اقدامات کیئے۔ اپنے ہر ناجائز اور آئین کے منافی اقدام کو جائز اور درست قرار دینے کے لیے ''وسیع تر قومی مفاد'' کی اصطلاح کو بے دریغ استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ وسیع تر قومی مفاد کی آڑ میں قوم کو بدنام کرنے کا سلسلہ مزید کب تک جاری رہے گا لیکن یہ بات الم نشرح ہے کہ ایسے اقدامات سے ملک عدمِ استحکام کا شکار ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

پرویز بادشاہ نے سال کے آخری دن ۳۱؍دسمبر ۲۰۰۴ء کو 'ایوانِ اقبال' لاہور میں پنجاب سٹوڈنٹس کنونشن کے آخری اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''کسی کو اپنی رائے دوسروں پر مسلط کرنے کا حق نہیں۔'' ''ظلِ الٰہی'' کا یہ تازہ بھاشن اور ویاکھیان اُن کے گزشتہ پانچ سالہ اقدامات کی مکمل نفی ہے۔ افغانستان کی خالص اسلامی حکومت کا خاتمہ، امریکہ کی دائمی غلامی کا فیصلہ، پاکستان کو جدید روشن خیال اور سیکولر ریاست بنانے کا عزم، وطن عزیز کی نظریاتی اساس کا مرحلہ وار انہدام، دین اور وطن کے دشمنوں قادیانیوں کی مکمل سرپرستی، دینی قوتوں کی مسلسل تذلیل، اسلام کے بنیادی عقائد و احکام پر برملا تنقید اور انہیں متنازعہ بنانا، مسئلہ کشمیر پر گزشتہ پچپن سالہ متفقہ قومی موٴقف سے دستبرداری اور پسپائی، اپنی من پسند نیب زدہ سیاسی شخصیات کو مسندِ اقتدار پر براجمان کرنا، اسلامی شعائر داڑھی، پردہ، نماز کا مذاق اڑانا وغیرہ اُن کی ذاتی لادین سوچ اور روشن خیالی کے مظاہر ہیں۔ جسے انہوں نے پوری قوم پر زبردستی مسلط کردیا ہے۔ وہ خود بھی تمام تر آئینی ضابطوں اور پابندیوں کو توڑتے، روندتے اور پھلانگتے ہوئے اقتدار کے سنگھاسن پر قابض و مسلط ہوئے ہیں۔ تمام دینی اور سیاسی جماعتیں ایک طرف اور وہ تنہا ایک طرف۔ صرف وہی سچے، مخلص اور محبِّ وطن ہیں باقی سب جھوٹے، دہشت گرد اور بقول اُن کے ''انتہا پسند اور ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔''

ہمارے نزدیک یہ سب صرف اس لیے روا ہے کہ پرویز بادشاہ، بش بادشاہ ''بیسٹ فرینڈ'' ہیں۔ وہ شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار اور سچے خیر خواہ ہیں۔ انہوں نے اپنے ''عزیز ہم وطنوں'' سے ہر محاذ پر جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ توہین رسالت ایکٹ کا مسئلہ ہو یا پاسپورٹ میں مذہب کا اندراج، دینی مدارس کا نصابِ تعلیم ہو یا سرکاری نصابِ تعلیم' وہ ''شاہ'' کے بندے اور حکم شاہی کی تعمیل کرنا چاہتے ہیں۔ قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کو نصاب تعلیم سے نکالنے کا یہ جواز فراہم کیا ک اِن کے پڑھنے سے دہشت گرد پیدا ہوں گے اور قوم پسماندگی کے گڑھے میں گر جائے گی۔ عظیم تر قومی و ملکی مفاد میں اُن کے اتنے کارنامے ہیں کہ اُن کے حاشیہ بردار بھی انہیں گنوانے پر قدرت نہیں رکھتے۔ ان کارناموں کے نتیجے میں ملک کو کیا ملا اور قوم

نے کیا پایا؟ یہی کہ سیاسی انتشار، عدم استحکام، افراتفری، عریانی وفحاشی اور دین بیزاری کو فروغ ملا۔

زرداری رہا ہوئے، پھر گرفتار اور پھر رہا ہو کر دوبئی کو سدھار گئے۔ پی پی پی کی چیئر پرسن کو صدمہ ہے کہ ہماری اور حکومت کی مفاہمت کی فضا خراب کر دی گئی ہے۔ مجلس عمل کو پھر مذاکرات کا جھانسہ دے کر شیشے میں اتارنے کی کوشش کی گئی مگر مولانا فضل الرحمٰن فی الحال بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ البتہ امین فہیم نے اپنے تازہ بیان میں اے آر ڈی کے مجلس عمل سے اشتراک کے اصولی فیصلے کی خبر دی ہے۔ یہ تو کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے لیکن اتنی بات پورے یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ پرویز بادشاہ کے اپنے رعایا سے حالیہ خطاب کے بعد برف پگھلنے لگی ہے۔ سیاسی دشمنیاں، دوستیوں اور فرقتیں قربتوں میں بدل رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی اوّل وآخر ایک سیکولر سیاسی جماعت ہے جو مجلس عمل کو کسی بھی حیثیت میں باعزت مقام پر نہیں دیکھ سکتی۔ شاید امریکہ کو اپنی وفاداری کی یقین دہانی کرانے میں اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ مسلم لیگ (ن) کی ابھی اوپر لائن نہیں ملی۔ اس لیے مستقبل میں اے آر ڈی اور مجلس عمل کے متحدہ حزبِ اختلاف کے طور پر متحرک ہونے کے امکانات واضح ہو رہے ہیں۔ حکومت اور متحدہ حزبِ اختلاف کے درمیان ایک بڑا سیاسی یدھ پڑنے والا ہے۔ حزبِ اختلاف کی احتجاجی تحریک کیا رنگ لائے گی، کس کی جیت اور کس کی ہار ہوگی تاہم جس طرح حکمرانوں نے مستقل بنیادوں پر عالمی سامراجی ایجنڈے کی تکمیل کا واضح پروگرام دیا ہے۔ حزبِ اختلاف کو بھی ملکی وقومی مسائل کے حل کا مستقل ایجنڈہ دینا ہوگا۔ اور جن جن بنیادوں کو پرویز بادشاہ نے منہدم کیا ہے ان کی تعمیر نو کا فیصلہ کرنا ہوگا۔

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ: ۱۸؍دسمبر کو اسلام آباد میں مولانا فضل الرحمٰن کی دعوت پر جمعیۃ علماء اسلام کے زیرِ اہتمام آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں ملک کی اکثر دینی و سیاسی جماعتوں کے سربراہوں اور نمائندوں نے شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام کی نمائندگی ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کی۔ کانفرنس کے فیصلے کے مطابق ۲۴؍دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ مجلس احرارِ اسلام کے کارکنوں نے ان مظاہروں کو کامیاب کرنے کے لیے بھرپور سعی کی۔ ۲۹؍دسمبر کو وزیر اعظم نے مولانا فضل الرحمٰن کو اپنی ملاقات میں یقین دلایا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کا مسئلہ جلد حل کر لیا جائے گا۔ اُدھر مسلم لیگ کے سربراہ چودھری شجاعت حسین نے اپنی پارٹی کے فیصلے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر دیا جائے گا اور ہم یہ فیصلہ واپس نہیں لیں گے۔ لیکن ابھی تک صورتِ حال جوں کی توں ہے۔ وزیر اعظم شوکت عزیز اور چودھری شجاعت حسین اس اہم دینی وقومی مطالبے کو فوراً تسلیم کریں اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی کا نوٹیفکیشن جاری کریں۔ نیز پہلے سے جاری شدہ تمام مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ منسوخ کر کے ان کی جگہ مذہب کے خانے والے نئے پاسپورٹ جاری کریں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاسپورٹ کا مسئلہ حکومت میں گھسی ہوئی قادیانی اسٹیبلشمنٹ کا پیدا کردہ ہے۔ عوام کسی بھی صورت میں قادیانی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

درس قرآن
محمد احمد حافظ

انفاق فی سبیل اللہ

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّابَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ O﴾ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۴)

''اے ایمان والو! خرچ کرلو (اللہ کی راہ میں) ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی (کام آئے گی) اور نہ ہی سفارش، اور ناشکرے لوگ ہی ظالم ہیں۔''

● ایمانی پکار:

اللہ رحمٰن ورحیم جب اہل ایمان کو خاص احکام کی تلقین کرتے ہیں تو یاایھا الذین اٰمنوا کے ذریعے نہایت پیار بھرے انداز میں اپنے مومن بندوں کو مخاطب فرماتے ہیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ والدین کو اپنی فرماں بردار اولاد اور استاذ کو اپنے لائق شاگرد کے ساتھ خصوصی تعلق ہوتا ہے، چناں چہ والدین خاص گھریلو امور اپنی فرماں بردار اولاد کے سپرد کرتے ہیں اور استاذ بھی لائق شاگرد کی لیاقت کو دیکھتے ہوئے علمی جانشینی عطا کرتے ہیں، جبکہ نافرمان اولاد اور نالائق شاگردوں کو قابل التفات بھی نہیں سمجھا جاتا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ''اے ایمان والو!'' کہہ کر خاص خطاب فرمارہے ہیں اس لئے کہ ایمان ہی وہ خاص صفت ہے جو انسان کو یقین واعتماد سے مالا مال کرتی ہے، جو انسان کو بندگیٔ رب تعالیٰ پر ابھارتی اور اطاعتِ الٰہی کا خوگر بناتی ہے، اس کے اندر تقویٰ وتدیّن کے بیج بوتی ہے، صفت ایمان ایک مومن ومسلم بندے کو وہ قوت عطا کرتی ہے کہ پھر اس کے بعد وہ دین الٰہی کے ہر حکم پر عمل کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ وتیار پاتا ہے اور اس راہ میں حائل کسی بھی رکاوٹ کو پرکاہ سے زیادہ حیثیت نہیں دیتا۔

ایمان نہ ہو تو انسان مردہ ہے، اسے اپنے معبود سے، دین واخلاق سے اور آداب زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس شخص کے دل میں ایمان نہ ہو وہ احکام الٰہی کی تعمیل سے گریزاں رہتا ہے۔

والکافرون ھم الظالمون ''اور ناشکرے لوگ ہی ظالم ہیں'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تو اے ایمان والو!

مذکورہ بالا آیت اپنے مضمون میں بہت وسیع اور ہدایت میں بڑی عمیق ہے، اس آیت کا مطلب اور

خلاصہ واضح ہے، ''انفاق فی سبیل اللہ'' دین اسلام کا اہم ترین رکن اور ہماری حیاتِ اجتماعی کا اہم ستون ہے۔

اللہ رب العزت نے جو دین نازل فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ کامل واکمل ہے، اوراس میں پیدائش سے لے کر مرنے تک، اس دنیوی زندگی میں تمام اجتماعی اور انفرادی مسائل کا حل عطا فرمایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کوایک جیسا پیدانہیں فرمایا، اسی طرح تمام انسانوں کی تقدیرایک جیسی نہیں ہے بلکہ اس میں تنوع ہے، انسان اس دنیوی زندگی کو نبھانے اور گزارنے کے لیے مختلف تدبیریں کرتا ہے۔کبھی وہ تجارت کرتا ہے، کہیں کھیتی باڑی کر کے رزق حاصل کرتا ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ملازمت کر کے اپنی زندگی کی گاڑی چلاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اس محنت اور تگ ودو کا ثمرہ ہرایک کوایک ہی جیسا اوراس کی منشاء کے مطابق نہیں ملتا، بہت سے لوگ معمولی محنت سے ہزاروں روپے اور ڈالر اپنے لئے جمع کر لیتے ہیں اور بہت سے لوگ سخت محنت کرتے ہیں مگر بڑی مشکل سے دو وقت کی روٹی پوری کر پاتے ہیں، بسا اوقات ان کے ہاں فاقوں کی نوبت بھی آجاتی ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ایسے فقیروں مسکینوں اور بے نواؤں کی خبر گیری کے لئے پورانظام دیا ہے جسے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی رضا ومنشا یہ ہے کہ امت کے وہ افراد جنہیں اللہ نے رزق کی وسعت عطا فرمائی ہے وہ دولت وثروت سے محروم طبقات کی خبر گیری کریں

سورۂ معارج میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔﴾ (۲۴،۲۵)

اوران کے مالوں میں کچھ حصہ مقرر ہے دست سوال دراز کرنے والوں اورمحروم لوگوں کے لیے۔

دوسری طرف اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر وثواب رکھا ہے' وہ شخص جو ثروت مندی کے باوجود اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں نہیں نکالتا اس کے لئے شدید ترین وعیدیں بھی ہیں۔

قرآن مجید میں بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب وتحریص دی گئی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

عنوانِ بالا کے تحت آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو بڑی حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

(۱) ایک تو اس طرف کہ اپنے مال کوموت سے قبل خرچ کرلیا جائے اس لیے کہ موت کے بعد یہ مال ودولت کسی کام نہیں آئے گا۔ فانی دنیا میں اندر رہتے ہوئے انسان اپنے مال میں سے جتنا چاہے رضاءِ الٰہی کے حصول کے لئے خرچ کرسکتا ہے، مرنے کے بعد جو بچ رہے گا وہ ترکے میں تقسیم ہوکر نئے مالکوں کے پاس چلا جائے گا۔

(۲) دوسرا یہ کہ قیامت کے روز ایسی نفسانفسی کا عالم ہوگا کہ اس دن نہ تولین دین ہو سکے گا اور نہ ہی دوستی یاری اور سفارش کام آسکے گی۔ چناں چہ اہل ایمان کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ اس دنیا کے اندر رہتے ہوئے آخرت کے لئے جتنا ذخیرہ کرسکتے ہوکرلو، تاکہ قیامت کے دن پچھتاوا نہ ہو۔سورۂ منافقون میں اس مضمون کو یوں بیان کیا

گیا ہے:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (آیت ۱۰)

اور خرچ کرو اپنے رزق میں سے قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت اُچک لے پھر وہ کہتا پھرے میرے پروردگار! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے مہلت دی تا کہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا اور میں بھی نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

ترمذی میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ مال تم نے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان نہ تو دولت کمانے میں مطلقاً آزاد ہے اور نہ ہی خرچ کرنے میں۔ دولت کمانے کے لئے حلال ذرائع اختیار کرنا لازم ہیں اور خرچ کرنے میں بھی منشاءِ الٰہی جاننا ضروری ہے۔ منشاءِ الٰہی یہ ہے کہ اس مال کو رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور قیدیوں پر خرچ کیا جائے۔ جو شخص اس منشاءِ الٰہی کو نہیں سمجھتا یا سمجھتے ہوئے بھی روگردانی کرتا ہے تو قیامت کے دن ایسے آدمی کی حالت نہایت پریشان کن ہو گی۔ اس دن وہ چاہے گا کہ اسے اپنے مال کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی مہلت مل جائے مگر تب سوائے حسرت و افسوس کے اس کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، جبھی تو اللہ رب العزت بار بار متنبہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں آخرت کے لئے جو کچھ ذخیرہ کر سکتے ہو کر لو تا کہ قیامت کے روز پچھتاوا نہ ہو۔ سورۂ ابراہیم میں اسی حوالے سے یوں تنبیہ کی گئی ہے:

﴿قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ﴾ (آیت ۳۱)

میرے مومن بندوں سے کہہ دیجئے! کہ نماز قائم کریں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ و علانیہ خرچ کریں، اس سے پہلے کہ وہ دن آ پہنچے جس میں نہ سوداگری ہو سکے گی اور نہ ہی دوستی (کام آئے گی)

● انفاق فی سبیل اللہ پر قرآنی بشارتیں:

انفاق فی سبیل اللہ پر اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ اہل ایمان کو بشارتیں دی ہیں اور یہ بشارتیں اتنی عظیم ہیں کہ اس دنیا کی نعمتیں کیا یہ پوری دنیا ان کے سامنے ہیچ ہے، سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (سورۂ بقرہ، آیت ۲۷۴)

جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ رات کو دن کو پوشیدہ اور کھلے طور پر تو انہی کے لیے ہے ان کا اجر

اپنے رب کے پاس، اور نہ ڈر ہے اُن کو اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سورۂ حدید میں ہے:

﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَاَنْفَقُوْا لَھُمْ اَجْرٌ کَبِیرٌ۔﴾ (آیت ۷)

پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

مطلب یہ کہ غرباء ومساکین کی خبرگیری کرنے والے کے لیے قیامت کے روز منجملہ دیگر انعامات کے تین بڑے انعام حسبِ ذیل عطاء ہوں گے۔ (۱) اللہ رب العزت کے پاس بہت بڑا اجر (۲) عذابِ آخرت کے خوف سے نجات (۳) دنیوی زندگی میں مزید نیک اعمال نہ کر سکنے کے غم سے نجات۔ قیامت کے دن جس بندے کو یہ نعمتیں حاصل ہو جائیں اس کی نجات میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

● خرچ نہ کرنے پر قرآنی وعید:

جہاں قرآن مجید میں نہایت تواتر اور تسلسل کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ہے وہیں خرچ نہ کرنے پر وعیدیں بھی ہیں، سورۂ حدید میں ہے:

﴿وَمَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ O﴾ (آیت ۱۰)

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو حالانکہ زمین وآسمان کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے۔

اس آیت کا لب ولہجہ بتا رہا ہے کہ ثروت مندوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر ڈانٹ پلائی جا رہی ہے۔ جو لوگ اپنے کمائے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اپنی تجوریوں کو بھرتے رہتے ہیں ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍO﴾

(سورۃ التوبہ، آیت ۳۴)

اور جو لوگ سونا چاندی (مال وزر) کو خزانوں میں بھرتے رہتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی ''خوش خبری'' سنا دیجئے۔

● انفاق فی سبیل اللہ کیوں؟

اوپر ذکر کردہ ساری تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ:

(الف) انسان جو کچھ کماتا ہے اس کا کُلّی طور پر مالک نہیں بلکہ یہ الٰہی امانت ہے جو انسان کے سپرد کی گئی ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہی خرچ کیا جا سکتا ہے، اور منشاء الٰہی یہ ہے کہ انسان اپنی کمائی کا کچھ حصہ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے رکھ کر باقی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، انفاق فی سبیل اللہ کی مدات وہ ہیں

جن سے امتِ مسلمہ کا مفاد عامہ وابستہ ہو جیسے مدارس و مساجد، معتبر فلاحی ادارے، یتیم و مسکین بچے، بیوگان، مجاہدین فی سبیل اللہ، جہاد، مہاجرین، قیدی، طلبۂ علم دین، غریب و پس ماندہ عزیز و اقارب، یہ تمام اس ذیل میں آتے ہیں۔

(ب) ''انفاق فی سبیل اللہ'' کا اس کے علاوہ مقصد یہ ہے کہ مومن بندے کے پاس مال و دولت کی اتنی فراوانی نہ ہو جائے کہ وہ عیش و عیاشی، اسراف و تبذیر اور نمود و نمائش جیسے اعمال قبیحہ میں مبتلا ہو کر اپنا گوہر ایمان گنوا بیٹھے۔

(ج) ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے عمل سے جہاں محروم طبقات معاشی سطح پر سر بلند ہوتے ہیں وہیں دولت مند طبقات اپنے مرتبے سے نیچے اترتے ہیں اور یوں معاشرتی سطح پر اسلام کی عظیم الشان مساوات قائم ہوتی ہے جو صرف اسی دین کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ مال و دولت کے الٹ پھیر سے معاشرے میں عظیم تبدیلیاں آتی ہیں، اگر مال و دولت ایک طبقے میں سمٹ آئے اور ایک طبقہ تہی دست ہو تو حیاتِ انسانی عدم توازن کا شکار ہو جاتی ہے جس سے طبقاتی کشمکش جنم لیتی ہے' جو معاشرے پر نہایت برے اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کو دولت کی مطلق ملکیت نہیں دی بلکہ ''کسب دولت'' اور 'صرفِ دولت'' کی حد بندیاں قائم کر دی ہیں تا کہ معاشرے میں توازن قائم رہے۔

● الہدیٰ:

☆ قرآن ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اموال میں سے غریبوں مسکینوں اور یتیموں پر بھی خرچ کریں تا کہ ان کے دکھوں، غموں اور مصیبتوں کا مداوا ہو سکے۔

☆ قرآنی ہدایت کے مطابق اپنی موت سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کر لینا چاہئے اس لئے کہ اگر بچ رہا تو وہ اس آدمی کے کام نہیں آئے گا۔

☆ قیامت کے روز کسی قسم کی دوستی، سفارش اور سودے بازی نہیں ہو سکے گی، ضمناً اس بات کی طرف بھی توجہ دلا دی گئی کہ مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ اس دنیا میں منہمک ہو جائے اور آخرت کو بھول جائے۔

☆ مال و دولت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور انفاق فی سبیل اللہ گویا اس نعمت کا شکرانہ ہے، جو شخص انفاق فی سبیل اللہ کا عمل اختیار نہیں کرتا گویا وہ ناشکرا ہے، جو ناشکرا ہے وہ ظالم ہے۔ (**والکافرون هم الظالمون**)

☆ **والکافرون هم الظالمون** سے مراد اصطلاحی کفار بھی ہیں کہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے چناں چہ وہ بھی ظالم ہوئے۔

درس حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی

اخلاص اور حسنِ نیت

(۱)''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب انسانی اعمال کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی ۔اللہ کی رضا کے علاوہ اس کی کچھ اور نیت نہیں تھی تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کی طرف ہوئی ۔(اور بے شک وہ سچا مہاجر ہے)اور جو کسی دنیاوی غرض سے (مثلاً) کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے مہاجر بنا (تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے نہ ہوگی بلکہ) جس دوسری نیت سے اس نے ہجرت کی ہوگی' اللہ کے یہاں اس کی ہجرت اسی غرض سے کی ہوئی' ہجرت مانی جائے گی ۔''(بخاری:۱۔مسلم:۱۹۰۷)

حدیث کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ سارے نیک اعمال کے اللہ کے یہاں قبول ہونے یا نہ ہونے کا انحصار نیت پر ہے ۔جس عمل کے کرنے کا مقصد صرف اللہ کو راضی کرنا ہوگا' وہی اللہ کے یہاں قبول ہوگا اور اسی پر ثواب ملے گا۔

نیت کا مسئلہ بہت نازک اور بہت خطرناک ہے ۔ایک طرف نیت سے صرف عمل ضائع ہی نہیں ہوتا گناہ اور اللہ کے سخت غضب کا موجب بن جاتا ہے ۔دوسری طرف بسا اوقات انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور شیطان اس کے دل میں خراب نیت ڈال دیتا ہے:

ع......''ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں''

ایک حدیث میں آتا ہے:

'' قیامت کے دن سب سے پہلے تین شخصوں کے متعلق عدالت الٰہیہ سے جہنم کا فیصلہ سنایا جائے گا سب سے پہلے ایسے شخص کی پیشی ہوگی جو جہاد میں شہید ہوا ہوگا۔وہ جب حاضر عدالت ہوگا تو اللہ تعالیٰ پہلے اس کو اپنی نعمتیں جتائے گا اور یاد دلائے گا' وہ اس کو یاد آ جائیں گی ۔پھر اس سے فرمایا جائے گا بتا تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟اور کیا عمل کیے؟ وہ عرض کرے گا: خداوند! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا اور تیری رضا طلبی میں جان عزیز تک قربان کر دی ۔حق تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے تو نے تو صرف اس لیے جہاد کیا تھا کہ تو بہادر مشہور ہو' تو دنیا میں تیری بہادری کا چرچا ہو چکا ۔پھر اللہ کے حکم سے اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔اسی طرح ایک ''عالم دین'' اور ''عالم قرآن'' حاضر

عدالت کیا جائے گا اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں نے تیرے دین اور تیری کتاب کے علم کو پڑھا اور پڑھایا اور یہ سب تیری رضا کے لیے کیا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے تو نے تو عالم، قاری اور مولانا کہلانے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا۔ پھر بحکم الٰہی اس کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک شخص پیش ہوگا جس کو اللہ نے بہت کچھ مال و دولت دیا ہوگا۔ اس سے بھی سوال کیا جائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ! میں نے خیر کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں تیری رضا جوئی کے لیے اپنا مال نہ خرچ کیا ہو۔ حق تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹا ہے۔ تو نے تو صرف اس لیے مال خرچ کیا تھا کہ دنیا تجھ کو سخی کہے تو دنیا میں تیری سخاوت کا خوب چرچا ہولیا۔ پھر اس کو بھی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' (مسلم)

ذرا سوچیے! شہادت، علم دین اور اللہ کی راہ میں سخاوت کا کتنا ثواب ہے۔ مگر جب یہی عمل نام ونمود اور شہرت کے لیے کئے جائیں تو وہ اللہ کے نزدیک ایسے گندے گناہ بن جاتے ہیں کہ انسان کو سب سے پہلے جہنم میں ڈلوا دیں گے۔

یہ اتنا خطرناک مرض ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو ایک طرح کا شرک قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں اس چھپے ہوئے شرک سے بہت خطرہ ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ دو بھیڑیئے بکریوں کے کسی ریوڑ میں گھس کر جتنی تباہی مچا سکتے ہیں، مال کی طلب اور شہرت کی چاہ دین کو اس سے زیادہ تباہ کرتے ہیں۔

جن لوگوں کو مختلف نیک کاموں کی توفیق ملتی ہے، وہ چاہے عبادت ہو، صدقہ وزکوٰۃ، علم دین اور دعوت ہو یا اللہ کے دین کی مدد کے دوسرے میدان، شیطان ان کو ریا کے جال میں پھنسانے کی ضرور کوشش کرتا ہے۔ اس لیے علماء سلف اور ائمہ اس کا خاص خیال رکھتے تھے کہیں ان کے دل کو یہ روگ نہ لگ جائے۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ اسلامی تاریخ کے عظیم ترین ائمہ میں سے ہیں۔ عظیم محدث، بلند پایہ فقیہ اور تعلق مع اللہ میں یکتا و فرد۔ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے کسی چیز میں اتنی مشکلات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا جتنا اپنی نیت ٹھیک رکھنے میں۔'' (سیر اعلام النبلاء)

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ایک دن باہر نکلے۔ کچھ لوگ اس عظیم امام ومصلح کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ انہوں نے دریافت کیا: ''کچھ کام ہے؟ ورنہ ایسے پیچھے چلنے سے تو آگے والے کے دل کی خیر نہیں۔''

حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جس نے شہرت چاہی، اس نے اللہ سے وفا نہیں کی۔''

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کی حفاظت فرمائے اور اخلاص نیت فرمائے۔ (آمین)

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قربانی کے احکام ومسائل

• تمہید:

قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّ د الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے...... حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایام قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خونِ قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں' ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ یَّنَا لَ اللہَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾

ترجمہ: ''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔''

(سورۃ حج' ۳۷۔ پارہ ۱۷)

• قربانی:

بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوق خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیات کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہا دیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دین متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کر سکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جا رہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر ‘قال اقام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بالمدینہ عَشَرسِنِیْنَ یُضَحِّیْ﴾

(ترمذی ص ۱۸۲، مسند احمد ج ۷ ص ۵۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی:

﴿ عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ﴾ (ترمذی ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہو گیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔

اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول علیہ السلام سے سرشار ہو کر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہِ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔

خداوندِ قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثمّ آمین

● مختصر مسائل قربانی:

● ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکمِ الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضْحِیَہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔

● قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔

● جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل وعیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی

طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔

● کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔

● ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر بدستور واجب رہے گی۔

● صاحب مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحب حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا' تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کر دی کہ بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک بھی قربانی نہ کر سکا، اگر جانور خرید چکا تھا، تو وہی جانور خیرات کر دے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کر دے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● قربانی کے جانور:

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی' ان چھ حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

● قربانی کے جانور کی عمر:

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری' ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا' دو سال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر

والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھ مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگران کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

• قربانی کے جانور کی کیفیت:

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

• قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

• قربانی کے جانور میں حصہ

• بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔

• جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔

• قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کر سکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

• ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَاۤاَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ O اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O﴾

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے

۔پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام ۔
''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

● قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کردیں۔دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم ومنصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

● گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز واقارب واحباب سب کو دے۔کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کردے۔

● نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، اللّٰهُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

ترکیب نمازِ عید

● پہلی رکعت:

تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں' تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

● دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے، تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔ باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

● خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔ اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ خطبہ سنے بغیر عید گاہ سے جانا گناہ ہے۔ عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں قضاء لازم نہیں ہوگی۔

● تکبیر التشریق:

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے۔ تکبیر یہ ہے: **الله اکبر ،الله اکبر ،لااله الا الله والله اکبر ،الله اکبر ،ولله الحمد**

● عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔''

(ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔ امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔ ۹ رذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

واللّٰہ الموفق وھوا المستعان وعلیه التکلان

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

ہمارے روزے ٗعیدین اور حج

عبدیت اور عبادت ایک ہی لفظ سے بنے ہیں اور ان کا معنی اور مفہوم بھی ایک جیسا ہے یعنی بندہ ہونا اور بندگی کرنا' جب آدمی عبدیت چھوڑ دے تو عباد بھی بے معنی ہو جاتی ہے اور عبدیت اس وقت اللہ کے ہاں قابل قبول ہے جب اس کے دیئے گئے معیار اور نمونہ سید المرسلین خاتم النبیین والمعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے احکام اور اسوۂ حسنہ کے مطابق ہو۔ کتاب لاریب قرآن مجید میں لکھا ہے کہ کافر لوگ دوسرے غلط اعمال اور کفریہ روش کے علاوہ دنوں اور مہینوں کو آگے پیچھے اور ان میں اپنی مرضی سے ترمیم و تنسیخ کیا کرتے ہیں اور یہ بڑا کفر تھا۔''اِنَّمَا النَّسِیۡءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْر '' نبی مکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے مبارک موقع پر اعلان فرمایا تھا کہ اب مہینوں کا ہیر پھیر نہیں ہوگا۔ اب اوقاتِ ماہ و سال اپنی درست روش پر آ گئے ہیں۔ اس طرح بہت سارے اصولی احکام طے فرمائے۔ آنجناب ﷺ نے مدینہ منورہ میں جو دین کا مرکز قائم فرمایا تھا' اسے خلفائے اسلام نے قائم رکھا اور یہ مختصر عرصہ نہیں تھا۔ فرمانِ فیض نشان کہ اب نبوت ختم ہوگئی ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا البتہ خلفاء ہوں گے وَیَکْثُرُوْنَ اور وہ کثیر تعداد میں ہوں گے۔ ہمارا خیال ہے جب تک خلافتِ اسلام قائم رہی اس طویل بابرکت عرصہ میں ماہ و سال کا درست نظام قائم رہا مگر جب نظام خلافت ہی میں کمزوری آ گئی اور شخصی ذاتی حکمرانی قائم ہوتی گئی تو ماہ و سال کا نظم بھی خواہشاتِ نفسی کے تابع ہوتا گیا۔ مصر میں فاطمی حکمرانوں نے اپنا الگ نظام قائم کیا اور دوسرے علاقوں میں بھی ایسا ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آج نام کو تو ہم فرمان نبوی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار (یعنی عید) کرو اور اِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّۃَ ثَلَاثِیْنَ اگر مطلع صاف نہ ہو بادل ہوں یا گرد وغبار ہو تو تیس کی گنتی پوری کرو۔ ہم زبانی کلامی تو اس فرمان نبوی کو مانتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر پختہ مسلمان بنتے ہیں مگر کبھی غور کیا کہ غُمَّ عَلَیْکُم کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہو تو چاند سر کی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے۔ حقیقت میں اس وقت مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کی بڑی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نہ عیدین اپنے وقت پر ہو رہی ہیں نہ حج اور ہدی حج اپنے وقت پر۔ سب کچھ ہی تو خواہشاتِ نفس پر قربان کر دیا گیا ہے آپ کہہ سکتے ہیں وہ کیسے؟ تو عرض ہے کہ ۱۲ر نومبر ۲۰۰۴ء کی شام چاند مطلع افق سے غروب ہو کر کئی منٹ گزر چکے ہیں تو مکہ مکرمہ میں ہلال عید الفطر کیسے نظر آ سکتا ہے اب جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں شب عید کا اعلان ہوگا تو حرمین کے تقدس پر جان قربان کرنے کا عزم رکھنے والا مسلمان اس کی پیروی کیوں نہ کرے گا اور عرب ممالک میں اعلان عید کیوں نہ ہوگا۔ ۱۲ر نومبر ۲۰۰۴ء کی شام پوری

دنیا میں امکان رؤیت نہیں تھا ایک فیصد بھی نہیں مگر اعلان کر دیا گیا۔ ڈاکٹر ایم ایم قریشی مشیر سائنسی مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کی روایت کے مطابق سعودی عرب نے ایک شاہی فرمان جاری کیا ہے کہ مطلع افق سے چاند اگر سورج سے پہلے غروب ہوگا تو پہلی شب یعنی رؤیت ہلال کا اعلان نہیں ہوگا۔ اس پر بندہ کو بے حد خوشی ہوئی تھی کہ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ میں نے لکھا کہ اس بار اسی وجہ سے عرفہ کے دن (۹/ذی الحجہ) ہی کو حج ادا ہوگا ان شاء اللہ اور یہی بات ہلال شوال کی تھی مگر شوال ۱۴۲۵ھ کے چاند کا مکہ مکرمہ میں ۱۲/نومبر کو اعلان ہوا جبکہ غروب شمس ۹ منٹ پہلے وہ غروب ہو چکا تھا۔ ع............اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ایسی صورت میں ہلال ذی الحجہ کی درستی کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ ہم پھر ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہے ہیں کہ ۱۰/جنوری ۲۰۰۵ء کی شام مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں چاند کی عمر تین گھنٹے سے کم ہوگی اور وہ سورج غروب ہونے سے ۳ یا ۵ منٹ پہلے غروب ہو چکا ہوگا۔ جب چاند موجود ہی نہیں تو رؤیت کیا خاک ہوگی؟ ریاض، کراچی اور گوادر میں سورج سے تقریباً ۱۰ منٹ پہلے، لاہور، چارسدہ، پشاور اور جھنگ میں تقریباً ۱۹ منٹ پہلے اسی طرح طرابلس، مراکش، رباط اور لندن میں بھی چاند پہلے غروب ہو چکا ہوگا اور سورج بعد میں غروب ہوگا۔ اب یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی کہ وہ کون سا ہلال ہے، جو سورج کی موجودگی میں ہی نظر آئے یا یہ چاند خود غروب ہو چکا ہے اور پھر بہ شکل ہلال نظر آئے۔ اللہ کرے سعودیہ میں شاہی فرمان پر عمل ہو جائے۔ اور شاہی فرمان کی اللہ کے ہاں کیا حیثیت ہے! اللہ کرے شاہِ دوجہاں، سرورِ کونین، سید الثقلین ﷺ کے فرمان پر عمل ہو جائے۔ تو مختصر یہ ہے کہ تمام دنیا جہان میں ۱۰/جنوری کو ہرگز ہرگز رؤیت ہلال ممکن نہیں، لہٰذا ۱۰/جنوری کی شام اس کا اعلان غلط ہوگا اور ۱۱/جنوری ۲۰۰۵ء کی شام ہر لحاظ سے درست ہو سکتا ہے یعنی اگر مطلع صاف ہوا تو ۱۱/جنوری کی شام ہلال نظر نہیں آسکتا، اس شام اس کی عمر بھی پوری ہوگی غروب شمس و قمر کا فرق بھی ٹھیک ہے، ارتفاع قمر بھی درست ہے اور زاویہ ما بین النیرین بھی بالکل ٹھیک ہے۔

ہلال عید الفطر کے بارے میں ۱۲/نومبر کی طرح ۱۰/جنوری کی شام بھی دنیا کے کسی خطے میں ہلال نظر آنا ممکن نہیں اور یہ عرض کر دوں کہ مثبت سے منفی زیادہ طاقت ور ہوتی ہے۔ ۱۰/جنوری ۲۰۰۵ء کو ہرگز نظر نہ آنے والا ہلال ضروری نہیں کہ ۱۱/جنوری کو نظر آجائے۔ اگر مطلع ابر آلود ہو یا اسی طرح کے فلکی احوال ہوں تو حدیث نبوی ﷺ **فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُم** کی وجہ سے گنتی پوری کریں گے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ تمام اہل نظر حضرات سے درخواست کریں کہ ۱۰/جنوری ۲۰۰۵ء کی شام ہلال کو خوب تلاش کریں۔ سرزمین پاک حرمین شریفین میں موجود لاکھوں زائرین و حجاج کرام سے بھی یہی درخواست ہے کہ ۱۰/جنوری کی شام چاند کو خود ڈھونڈیں۔ علماء کرام اور دیگر قدیم و جدید علوم کے حامل حضرات سے بھی یہی درخواست

ہے کہ براہ کرم بذات خود ۱۰ر جنوری ۲۰۰۵ء کی شام چاند کو ڈھونڈیں ۔ چاند کی صرف شہادت پر اعتماد نہ کریں کیونکہ چاند بصورت ہلال موجود ہی نہ ہوگا ۔ پھر اگر کوئی شخص چاند کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا دعویٰ کرے اور اس کی شہادت دے تو اسے راسخ فی العلم علمائے کرام کی خدمت میں پیش کیا جائے ۔ فاسق فاجر کی شہادت تو قبول ہی نہیں تاہم علماء حضرات شہادت دینے والے کو اپنی بیوی کو تین طلاق کا حلف دلائیں اور اس پر طلاق کی حقیقت بھی واضح کریں ۔ پھر دیکھیں پاگل مجنون ہی جھوٹی گواہی دے گا ۔ زندگی کی ساری عبادتوں کی انتہا فریضۂ حج ہے ۔ بلکہ حج تو شعائر اسلام ہے ۔ اور لاکھوں اہل ایمان جن میں سے اکثریت غریب متوسط طبقہ سے تعلق رکھتی ہے اپنی زندگی بھر کی پونجی اس مقدس سفر پر قربان کر دیتی ہے بلکہ ان کی زندگی کی محبوب ترین حسرت اور خواہش زیارت حرمین شریفین اور فریضۂ حج کی ادائیگی ہوتا ہے ۔ پھر یہ عجب بات ہے کہ ان لاکھوں حجاج کو ۹ر ذی الحجہ یوم عرفہ کے بجائے عملاً ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو میدان عرفات میں حاضری لگا کر ۹ر ذی الحجہ سے پہلے ہی میدان عرفات سے مزدلفہ اور منیٰ روانہ کر دیا جاتا ہے ۔ ۹ر ذی الحجہ کو اگر حاضری نہیں تو اسے حج کیسے کہا جا سکتا ہے اور عمرہ بھی شمار نہیں کیا جا سکتا کہ عمرہ ان تاریخوں میں جائز نہیں ۔

آخر میں اپنے شروع والے الفاظ پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ عبدیت عبادت کی بنیاد ہے ۔ بغیر نیت کے ایک شخص لاکھوں سجدے کر لے اسے فرض نماز کا اجر نہیں ملے گا بلکہ فریضہ اس کے ذمہ رہ جائے گا ۔ لہٰذا نیت کریں کہ ہم عبد ہیں ۔ بندے ہیں اور بندہ وہی ہوتا ہے جو مالک کی مرضی پر چلے' تو ہمارے مالک، خالق، رب العالمین ہیں ۔ ان کی مرضی ہمیں محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے معلوم ہوئی ۔ تمام عبادات ان کے حکم اور اسوہ کے مطابق ادا شمار ہوں گی ۔ حج بھی، قربانی بھی، روزے بھی، سب عبادات ان کے حکم اور اسوہ کے مطابق ادا شمار ہوں گے اور آنحضور ﷺ کا حکم عینی رؤیت کا ہے علمی رؤیت کا نہیں ۔ عینی رؤیت کا معنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا ہے ۔ نیو مون (علمی چاند) نہیں ۔ ہلال' یعنی کریسنٹ نظر آنے والا چاند عربی لغات میں دیکھیں' ہلال اسی چاند کو کہتے ہیں جو اپنے وجود کو ظاہر کر دے ۔ نیو مون (New Moon) چاند کا علمی وجود اور کریسنٹ مون (Cresent Moon) اپنے وجود کے اظہار کرنے والے چاند کو کہتے ہیں ۔ الحمدللہ کسی عالم کا آج تک ایسا فتویٰ دیکھا نہ سنا کہ نیو مون (علمی چاند) کی گواہی رؤیت ہلال کہلاتی ہے مگر آج عملاً اکثر عرب ممالک میں' خصوصاً سعودی عرب میں نیو مون پر ہی اعلان رؤیت کیا جا رہا ہے اہل تحقیق حضرات اس بات کو جانتے ہیں جن تک ابھی یہ بات نہیں پہنچی' ان کو صلائے عام ہے:

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں' زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سنوارتا ہوں' چراغ میرا ہے رات ان کی

حمد باری تعالیٰ

ابوسفیان تائب

حرمِ کعبہ میں جھلکتی ہے جلالت تیری
دل لرزتے ہیں یہاں دیکھ کر عظمت تیری
سارے نبیوں کے ہیں کعبہ ہی میں آنسو چھلکے
بیٹھ جاتی ہے دلوں میں یہاں ہیبت تیری
ذبیح کے قدموں سے تو نے جو بہایا چشمہ
آبِ زم زم بڑی انمول ہے نعمت تیری
تیرے جلوں سے مزیّن ہے میزابِ رحمت
سب پہ ہوتی ہے یہاں پر بھی عنایت تیری
سجدہ گاہ تو نے بنایا ہے مقامِ ابراہیم
سجدہ ریزوں ہی کو ملتی ہے محبت تیری
ہیں صفا مروہ الٰہی تیری عظمت کے نشاں
دعائیں مانگ رہی ہے یہاں خلقت تیری
ملتزم سے میں شب و روز چمٹ کر روؤں
ہے یقیں اب تو چمک جائے گی قسمت میری
جو درِ کعبہ پہ آتا ہے خلوصِ دل سے
پاک ہو جاتا ہے مل جاتی ہے الفت تیری
جذب کرتا ہے گناہوں کو یوں حجرِ اسود
بوسہ لیتے ہی برس پڑتی ہے رحمت تیری
طوافِ کعبہ ہی میں کرتا رہوں شب بھر تائبؔ
دل میں نور آئے گا مل جائے گی قربت تیری

نعت رسول مقبول ﷺ

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

حسنِ خوش اطوار کی باتیں کریں
اُس حسیں سرکار کی باتیں کریں
ہم کریں تعریف اُن کی ذات کی
دین کے غمخوار کی باتیں کریں
حسنِ دنیا ، چاند ، سورج ماند ہیں
آؤ اُمّی انوار کی باتیں کریں
راہ حق میں مال سارا دے دیا
کیوں نہ یارِ غارؓ کی باتیں کریں
عمرؓ ، علیؓ ، عثمانؓ کی باتوں کے بعد
عونؓ ، عدیؓ ، عمارؓ کی باتیں کریں
میں دیارِ پاک کی باتیں کروں
غیر ہیں اغیار کی باتیں کریں
مادیت الحادیت کے دور میں
روح کے گلزار کی باتیں کریں
وہ امین و صادق الوعد و یقیں
ہم حرا کے غار کی باتیں کریں
ملتی ہے تسکین جس کے نام سے
اس میاں منٹھار کی باتیں کریں
تو نے کیسی نعت لکھی ہے حبیبؔ
سب فرشتے ہار کی باتیں کریں

پروفیسر خالد شبیر احمد

غزل

اک سراپا سرِادراک فروزاں دیکھوں
دل کے آنگن میں کھِلا عہدِ بہاراں دیکھوں

چشم بینا سے جو دیکھوں کبھی گھر کی حالت
دل میں آلام کا اٹھتا ہوا طوفاں دیکھوں

اُفق ِ ذہن پہ اُبھرا شب ِ ہجراں کا الم
وقت کی دار پہ ہر درد کو رقصاں دیکھوں

رنگ دیکھوں کبھی وجدان میں پاؤں خوشبو
میں عیاں دیکھوں کبھی حسن کو پنہاں دیکھوں

جب سے نااہلوں کے ہاتھوں میں ہے تزئینِ جہاں
خاک میں ملتے ہوئے لعل ِ بدخشاں دیکھوں

گُنگ لمحے ہی میرے درد کے غماز ہیں اب
حرفِ اظہار کو ہوتے ہوئے حیراں دیکھوں

جب سے انساں پہ ہے انساں کی حکومت قائم
قہر کی دھوپ میں جلتا ہوا انساں دیکھوں

جب بھی یاد آتے ہیں خالدؔ مجھے بچھڑے ساتھی
کچھ ستارے سے چمکتے سرِمژگاں دیکھوں

عابد عبدالرزاق

پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ

محترمہ ''نادرا'' نے انتہائی محنت اور مشینی ریاضت کے بعد جو پاسپورٹ متعارف کروایا ہے۔اس میں جدید دور کے تمام تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مذہب کا خانہ اڑا دیا گیا ہے تا کہ ہر پاکستانی جب پاکستان سے باہر کسی بھی ائیر پورٹ کے ویزہ چیکنگ کاؤنٹر پر اپنا پاسپورٹ پیش کرے تو دیکھنے والا افسر اسے سابقہ حالات کے برخلاف ایک لبرل، ڈیموکریٹک، آزاد خیال اور روشن مزاج ملک اور قوم کا فرد فرید سمجھ کر پینٹ کی جیبوں میں گھسے ہوئے دونوں ہاتھ باہر نکال کر فوراً ''حامل ہذا'' کو اپنی بانہوں میں لے کر نرم اور گداز سینے سے لپٹا لے۔اور باہر کی دنیا میں ہمارے او پر شدت پسندی، دہشت گردی، پسماندگی اور انتہا پسندی کا جو لیبل لگا ہوا ہے' وہ صاف ہو جائے۔یہ نیا مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ' جس نے گزشتہ ہفتوں کی کسی تاریک اور سیاہ رات میں انتہائی خاموشی اور راز داری کے ساتھ قادیانی اسٹیبلشمنٹ کے نہ نظر آنے والے تعاون اور محسوس کئے جانے والے ہچکولوں کی بنیاد پر محترمہ نادرا کی آغوش سے ایک مکمل خفیہ ''بڑے آپریشن'' سے تولد فرمایا ہے۔یہ پاسپورٹ ہی دراصل وہ ''ریموور'' ہے جو قوم کے ماتھے پر لگی ہوئی انتہا پسندی کی سیاہی کو دھو سکتا ہے۔صرف یہی ایک کوشش باقی تھی جسے ہم پورا کر کے ترقی یافتہ اقوام کی جوتیوں میں کھڑے ہونے کے قابل ہوئے ہیں۔افسوس! ان دماغوں پر جنہوں نے اپنی تمام تر ذہنی صلاحیتوں کو استعمال میں لا کر اس شرارت کا بیج بویا ہے اور جناح و اقبال مرحومین کی ارواح کو ٹھیس پہنچانے کی گری ہوئی حرکت کی ہے۔۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانی مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ کسی نہ کسی ذریعے سے ان کے حوالے سے آئین میں درج شقوں کو غیر مؤثر بنا دیا جائے۔اس حوالے سے انہوں نے جہاں جہاں جو جال بنے گزشتہ تیس برسوں میں الحمدللہ علمائے امت خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں نے وقت سے پہلے ان سازشوں کی سڑاند سونگھ کر بھرپور طریقے سے ان تمام غیر آئینی، غیر قانونی، غیر شرعی اقدامات کا راستہ روکا ہے اور روک رہے ہیں جنہیں قادیانی تقریباً ۳۰ برسوں سے خصوصی طور پر منوانے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل آئینی اقدامات کئے گئے جنہیں الحمد للہ آج تک تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کی شبانہ روز محنتوں کی برکت سے مکمل قانونی تحفظ حاصل ہے:

(۱) شناختی کارڈ فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کیا گیا۔(۲) پاسپورٹ فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ شامل کیا گیا۔(۳) ووٹر لسٹوں کے اندر مذکورہ بالا حلف نامہ شامل کیا گیا۔(۴) پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کیا گیا جو

کہ دوقومی نظریہ کی بنیاد پر وجود میں آنے والی اس مملکتِ خداداد کے شہریوں کا بنیادی حق ہے۔ یہی حق محفوظ رکھنے کے لیے ۱۹۴۷ء میں ہمارے آباؤاجداد نے ترک وطن اور ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اگر اسی قومی تشخص کو آج ۵۷ برسوں بعد مٹا ڈالنا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بانیانِ پاکستان کے کردار اور عمل کے خلاف ایک سازش ہے جو کسی بھی صورت میں کامیاب نہ ہونے دی جائے گی۔ قادیانی اس ملک کے وجود میں آجانے کے بعد سے آج تک اس کے خلاف مسلسل سازشوں میں مصروف ہیں۔ یہ دعویٰ تاریخ کی مسلسل شہادتوں سے بھرپور طریقے سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ شروع دن سے اس طبقے نے پاکستان کے مقتدر حلقوں میں اثر ورسوخ حاصل کرنے کے لیے ایک منظّم اور مربوط منصوبہ بندی کے تحت کام شروع کر رکھا ہے۔ سر ظفر اللہ آنجہانی ان کا پہلا پتہ تھا۔ یہ تب کی بات ہے جب یہ ملک ایک نومولود شیر خوار کی عمر میں تھا۔ تب سے اب تک ہر سرکاری اور مؤثر غیر سرکاری محکمے میں ان لوگوں نے اپنے بندے تعینات کروائے جو وقتاً فوقتاً اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔ سول سروس، افواج پاکستان، قانون نافذ کرنے والے ادارے، تجارتی طبقات اور سیاسی اتھل پتھل میں قادیانی کس حد تک طاقتور ہیں۔ یہ بات اب راز نہیں رہی۔

موجودہ حکومت نے جس بے حمیتی کو ہدف مقرر کر کے جن تاریک راستوں پر اپنے سفر کا آغاز کیا تھا' ہم سمجھتے ہیں آج وہ آغاز سے اپنے انجام کے زیادہ قریب ہے۔ موجودہ دور حکومت میں تو قادیانیوں نے اپنے کل پرزے بھرپور طریقے کے ساتھ نمایاں کئے ہیں۔ غیر آئینی اور غیر جمہوری دور حکومت ویسے بھی اس بھنگ کی فصل کے لیے موسم بہار سے کہیں زیادہ روئیدگی کا باعث بنتا ہے۔ اہل اقتدار کو چاہیے کہ وہ ایک منتخب پارلیمنٹ کی موجودگی میں انتہائی خفیہ اور شرمناک طریقے سے پیدا کی جانے والی اس سازش کا فوری طور پر سراغ لگائیں اور اس میں ملوث لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ایک چیز آئین کا حصہ ہے' اسے ایک خفیہ پلاننگ کے ذریعے خاموشی کے ساتھ تو حذف نہیں کیا جاسکتا؟ ہم پوری دیانتداری کے ساتھ اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ چند بلوائیوں کے علاوہ اس فیصلے کو حکومت میں شامل اکثر لوگوں کی حمایت حاصل نہیں ہے۔ یہ مسئلہ صرف دنیا کا نہیں بلکہ دین ودنیا اور آخرت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اس سے پسپائی جہنم کے گڑھے میں گر جانے کے لیے کافی ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق سعودی حکومت نے بغیر مذہب کے خانے والے پاسپورٹ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کے حوالے سے چند دن پہلے انٹرنیٹ کے ذریعے احرار رہنما اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے خطاب کے بعد بذریعہ ای میل ایک ذریعے سے مؤتمر عالم اسلامی کے مرکزی صدر مکۃ المکرّمہ میں مقیم عزت مآب جناب ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کا ایک مکتوب گرامی موصول ہوا ہے جو کہ دراصل پاکستان اور سعودی عرب کی وزارت مذہبی امور کے نام جاری کیا گیا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ قادیانی اس کمزوری سے فائدہ

اٹھا کر حرمین شریفین میں داخلے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں جبکہ وہاں ان سیاہ بختوں سمیت تمام غیر مسلموں کا داخلہ شرعی اور قانونی طور پر ممنوع ہے۔ گزشتہ سال حج کے موقع پر ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کی معلومات کے مطابق کم از کم اٹھارہ قادیانی افراد کو سعودی عرب بدر کیا گیا جو کہ دھوکہ دہی اور فراڈ کے ذریعے جُعل دے کر حرمین شریفین میں گھس آئے تھے۔ اپنے مذہبی مقامات کا تحفظ اور ان کا احترام دنیا کی ہر قوم کا مسلمہ قانونی اور اخلاقی حق ہے۔ جس سے کسی بھی قوم کو دنیا کے مسلمہ قوانین کی موجودگی میں بھی محروم نہیں رکھا جا سکتا۔ قادیانی نہ صرف غیر مسلم ہیں بلکہ اپنے اس عقیدے پر اصرار کی بنیاد پر اسلام کے باغی اور مسلمانوں کے آخری نبی رسول اکرم ﷺ کے غدار ہیں۔ ان غداروں کا وہاں پر داخلہ جلتی پر تیل ڈالنے والی بات ہے، نہ صرف حرمین میں داخلہ بلکہ ہر اس ملک میں داخلہ جو اسرائیل کے نشانے پر ہے، وہاں کے لوگوں اور حکومتوں کے لیے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے کیونکہ قادیانیوں اور تل ابیب کے درمیان رابطے عرصہ پہلے طشت از بام ہو چکے ہیں۔ پاکستان میں ہی ان کے کئی افراد ہندوستان کے لیے جاسوسی کرتے ہوئے پکڑے جا چکے ہیں۔ ہر مسلم ملک میں ان کا داخلہ خطرے کی گھنٹی سے کم نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دشمن انتہائی طاقتور اور چالاک ہے اور ہماری منصوبہ بندی اس کی چالاکیوں کے مقابلے میں اتنی ہی کمزور ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تمام جماعتوں ''فتنہ قادیانیت'' کے استیصال کے لیے تمام مکاتبِ فکر کو ابتدائی طور پر ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی داعی جماعت مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی داعی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے ارباب حل وعقد کو خصوصی طور پر اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اکٹھی ہونے والی تمام جماعتوں کو بالعموم اپنے مفادات اور ذہنی تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کریڈٹ، ڈس کریڈٹ کے چکر سے باہر نکل آنا چاہیے۔ اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کو اس فتنے کے خلاف بھرپور طریقے سے منظّم کر دینا چاہیے۔ قادیانیوں کے خلاف جتنے بھی اقدامات ہیں، وہ مذکورہ بالا جماعتوں کی طرف سے پیدا کردہ پریشر کی بنیاد پر وجود میں آئے ہیں اور ان تمام جماعتوں کے اتحاد ہی کی وجہ سے قوم نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی ہے۔ اس پریشر کو مزید تیز کر کے قوم کی زیادہ سے زیادہ حمایت کو اس مسئلے پر سمیٹ لینا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس مرحلے پر کامیابی ہوگئی تو قادیانیوں کے حوالے سے آئینی اقدامات کا تحفظ ان شاء اللہ خود بخود دپکے ہوئے پھل کی طرح جھولی میں آ گرے گا۔

پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

حکومت، قادیانی اور آئین

ہماری حکومت ہم مسلمانوں کو تو آنکھیں دکھاتی ہے اور قادیانیوں کی راہ میں آنکھیں بچھاتی ہے جیسے ہم مسلمانوں کا کوئی وارث ہی نہ ہو۔ حکمرانوں کو غلط فہمی ہے کہ وہ اس ملک میں جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا۔ کمال اتاترک کا نظامِ حکومت قائم کر لیں گے۔ یہاں کے مسلمان عوام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ناپاک اور قابلِ مذمت منصوبہ بندی سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ کسی طرح بھی حکومت کو اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ جنرل مشرف پرویز دن رات پاکستانیوں کو روشن خیالی کا درس تو دیتے رہتے ہیں اور یہ نہیں بتاتے کہ اس سے ان کی غرض و غایت کیا ہے۔ لیکن ہم خوب سمجھتے ہیں لیکن ان کی خدمتِ عالیہ میں عرض ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے باغی گروہ قادیانیوں کا محاسبہ و تعاقب کرنے سے باز نہیں آسکتے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ہم دین کی بات کرنا چھوڑ دیں گے، حکومت کے خلافِ اسلام اور خلاف ملک حکمتِ عملیوں پر تنقید کرنا بند کر دیں گے اور اُن کے ہم زبان ہو کر معاذ اللہ پردہ کو سطحی سوچ کا نتیجہ قرار دیں گے یا پھر ہم بھی معاذ اللہ چور کے ہاتھ کاٹنے پر ان کی طرح معترض ہوں گے ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

مجلس احرارِ اسلام کی ایک تاریخ ہے اور روایات بھی ہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے اسلاف کے کارنامے ہیں۔ ہم ان کے نقشِ قدم پر آخری دم تک چلتے رہیں گے۔ قادیانیوں کا محاسبہ اور ان کے مکروہ و مذموم مقاصد کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں گے۔ کوئی اپنی جگہ خواہ کتنا ہی فرعون مزاج کیوں نہ ہو، ہم لوگ نہ تو اس سے متاثر ہوتے ہیں

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 27 رجنوری 2005ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961

اور نہ ہی مرعوب، ہم اپنی زندگیوں کو چند لمحوں کی کہانی سے زیادہ وقعت نہیں دیتے، ہم اہل اقتدار کی طرح زندگی کی رعنائیوں کے رسیا نہیں ہیں، ہم کسی کے سیاسی حریف ہیں نہ حلیف۔ ہمارے سامنے صرف قرآن وحدیث کی تعلیمات ہیں جنہیں کسی طور نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ہمیں قدامت پسندی اور انتہا پسندی کا طعنہ دینے والے اپنے گریبانوں میں بھی جھانک کر دیکھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ امریکہ بہادر کو خوش کرنے کے لیے رضاء الٰہی کے لیے کام کرنے والوں کو دہشت گرد کہہ کر عام مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش، درس گاہوں کو کھنگال ڈالنا، مسجدوں کو کنٹرول کرنا، نصابِ تعلیم کو تبدیل کرنا، علمائے کرام کی توہین کر کے انہیں عوام کی نظروں میں بدنام کرنا' حکومت کے کارندوں کا وطیرہ اور شیوہ بن چکا ہے۔ عامر لیاقت حسین کا بیان اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر کوئی بقول ان کے لڑکوں پر جنسی تشدد کرتا ہے تو اسے مولوی کہنا کہاں کا انصاف ہے۔ اسے آوارہ کہو' بدمعاش کہو تو کسی کو بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مسجد سے جوتا چراتا ہے تو اا سے نمازی کہنا کہاں تک درست ہے۔ مدرسوں میں کم سن بچوں پر جنسی تشدد کے ارتکاب کا الزام علمائے کرام کو بدنام کرنے کے سوا اور کیا ہے؟

نہیں ہوتا کبھی یکجا تضادِ فکر انسانی
بہت مشکل بیاروں کو خزاں کا خوشہ چیں کہنا
کہو تم جو بھی جی آئے کہو تہذیبِ حاضر کو
ہے مشکل اس تصنع کو کسی صورت یقیں کہنا

قادیانی جو اپنے آپ کو کافر تسلیم کرنے سے مسلسل انکاری ہیں ان سے دستور کی تعمیل کرانا کیا حکومت کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ قادیانی اس ملک میں ہم مسلمانوں کو ''دستوری مسلمان'' ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ ان کے لیے حکومت کے پاس کوئی قانون نہیں ہے۔ قادیانی ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک پاکستان کے دستور کی تعمیل سے انکاری ہیں۔ انہیں کوئی نہیں پوچھتا۔ صرف اس لیے کہ وہ امریکہ بہادر کی فوجِ ظفر موج ہے اور حکومت کو ان پر ہاتھ ڈالتے ہوئے اپنے اقتدار کی کشتی ڈولتی نظر آتی ہے۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ جسے حکومت وقت نے دیدہ دانستہ غیر مؤثر بنا رکھا ہے۔ قادیانی کھلے عام اسلام کا نام لے کر دن رات مسلمانوں کو کافر بنانے کے مذموم و مکروہ کام میں مصروف ہیں۔ انہیں کوئی روکتا ٹوکتا نہیں۔ قادیانی اس ملک کا کھاتے پیتے ہیں، یہاں رہتے ہیں، پاکستانی شہری ہونے کے ناتے ہر رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' بڑے بڑے عہدوں تک فائز ہیں لیکن ملک کے دستور کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ ان کے خلاف قانون کیوں حرکت میں نہیں آتا:

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی

کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہوکر

آخراس کی کیا وجہ ہے۔آپ آسمان سے نازل ہوکر امریکہ کے ایماء پر ملک کے اقتدار پر قبضہ کرلوتو وہ عین آئین ہو جاتا ہے ملک کے دستور کو معطل اور مسخ کر کے رکھ دوتو کوئی گناہ نہیں، اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے PCO بنالوتو آزادی ہے، تم ان ججوں کو اگر گھر بھیج دو جو پی سی او کے تحت حلف اٹھانے سے انکاری ہوں تو کوئی بات نہیں، جعلی ریفرنڈم کرا کے ملک کے باضابطہ صدر کو اس کے گھر بھیج دو تو عین آئین ہے، انتخاب کے بعد تین ماہ حکومت سازی کو ملتوی رکھو اور اس وقت تک جب تک تم وزارتیں رشوت میں پیش کر کے اراکین کی اکثریت کو اپنے ساتھ نہیں ملا لیتے تو ٹھیک ہے۔اس شخص کے قتل پر خاموش ہو جاؤ جس کے ایک ووٹ کی وجہ سے تم نے مرکز میں حکومت بنائی تو یہ بات قابلِ ستائش ہے۔مجلس عمل کو دھوکا دے کر سترہویں ترمیم پاس کرا کے اپنے وعدے سے منحرف ہو جاؤ تو بجا ہے اور ہم اگر آپ سے یہ کہیں کہ قادیانیوں کو نکیل ڈالو، ان سے آئین کی تعمیل کراؤ تو ہم گردن زدنی ہیں۔واہ! کیا طرزِ استدلال ہے:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں ''گرفتار''
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو ''پرچہ'' نہیں ہوتا

پورے ملک میں شور مچا رکھا ہے کہ وردی والے صدر کی ملک کو اشد ضرورت ہے۔بین الاقوامی اور ملکی حالات تقاضا کرتے ہیں کہ وردی والا صدر موجود رہے۔یہ وردی والا صدر تو پچھلے پانچ برسوں سے ملک پر مسلط ہے تو پھر کیا لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہو گیا ہے۔قتل وغارت گری بند ہو گئی ہے۔اشیاءِ خورونوش لوگوں کو سستے داموں مہیا ہونے لگی ہیں۔لوگ آسودہ حال ہو گئے ہیں۔رشوت ملک سے ختم ہو گئی ہے۔عام آدمی کی آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔کیا معاشرہ فلاحی ریاست میں تبدیل ہو گیا ہے۔کیا صرف ایک کام ہی باقی رہ گیا ہے کہ دین والوں کو دین کا نام لینے سے روک دو۔اگر آپ کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات ہے کہ آپ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی شق آئین سے نکال دو گے تو ہم آپ کو بروقت مطلع کر رہے ہیں کہ اسے ذہن سے نکال دو۔اس قرارداد کو پاس کرانے کے لیے مسلمانوں نے ایک لمبا اور کٹھن سفر طے کیا ہے۔۱۹۳۱ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک علامہ اقبال اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں ہم جس منزل تک پہنچے اسے نظروں سے اوجھل ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔خواہ اس کے لیے ہمیں کتنی بڑی قربانی دینی پڑے:

جنون وعشق کے راہی کہاں منزل بدلتے ہیں
ارادے باندھ لیتے ہیں تو پھر مشکل بدلتے ہیں
وہ جن کے سر میں سودا ہو سعیِ مسلسل کا
سمندر کے شناور نت نیا ساحل بدلتے ہیں

احمد شکیل میاں (واشنگٹن)

صدر پرویز کی امریکہ میں قادیانیوں کے اجتماع میں شرکت

لاطینی امریکہ کے دورے کے بعد پاکستان کے فوجی حکمران جنرل پرویز مشرف، صدر بش کے ساتھ پون گھنٹے کی ملاقات کے لیے وائٹ ہاؤس پہنچے تو صدر بش نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ صدر بش کے ساتھ مختصر سی ملاقات کے بعد صدر پرویز نے مستعفی ہونے والے وزیر خارجہ کولن پاول کے ساتھ بھی ملاقات کی اور انہیں اپنے بیوی بچوں سمیت پاکستان آنے کی دعوت دی۔ کولن پاول کے ساتھ ملاقات کے بعد صدر پرویز مشرف مقامی کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر مبشر احمد کے گھر تشریف لے گئے۔ جہاں ان کے علاوہ چار سو کے قریب دوسرے مہمان بھی موجود تھے۔ چونکہ ڈاکٹر مبشر احمد کا تعلق جماعت احمدیہ (مرزائی جماعت) سے ہے۔ اس لیے مہمانوں کی اکثریت احمدیوں (مرزائیوں) کی تھی۔ بھارتی احمدیوں کی ایک کثیر تعداد بھی اس دعوت میں مدعو تھی اور اتنے بھارتی احمدی واشنگٹن کی کسی پاکستانی تقریب میں اس سے پہلے نہیں دیکھے گئے۔ جماعتِ احمدیہ کی لیڈر شپ بھی آئی تھی۔

ڈاکٹر مبشر احمد، چودھری شجاعت حسین کے خصوصی معالج بھی ہیں اور واشنگٹن میں ان کے میزبان بھی۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ سعدیہ چودھری وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی مشیر تعلیم ہیں اور اس دعوت کی میزبانی کے لیے خصوصی طور پر لاہور سے واشنگٹن تشریف لائی ہیں۔ پاکستان کی خاتون اوّل صہبا پرویز کے ساتھ رشتہ داری کا دعویٰ کرنے والی سعدیہ چودھری واشنگٹن میں ایک بے باک، انتہائی فیشن ایبل اور لبرل خاتون کی شہرت رکھتی ہیں اور واشنگٹن ایریا میں کئی فیشن شو کروا چکی ہیں۔ لبرل اور سیکولر طبقہ میں وہ بڑی روشن خیال تصور کی جاتی ہیں۔

کسی پاکستانی سربراہ مملکت کا امریکہ میں ایک پرائیویٹ شہری کی دعوت میں اس طرح شرکت کرنا ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور واشنگٹن میں اس پاور لنچ کے متعلق چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ لنچ کی اس دعوت میں اگرچہ انڈین اور دوسرا غیر ملکی میڈیا مدعو تھا لیکن مقامی پاکستانی میڈیا کو بری طرح نظر انداز کیا گیا اور اگر ایک آدھ پاکستانی صحافی اس دعوت میں نظر آیا بھی تو وہ بھی وہاں ڈاکٹر صاحب کا ذاتی دوست ہونے کی وجہ سے مدعو تھا نہ کہ پاکستانی صحافی ہونے کی حیثیت سے۔ ڈاکٹر مبشر احمد کہتے ہیں کہ انہوں نے صحافیوں کے دعوت نامے ایمبیسی حکام کو بھجوا دیئے تھے اور اگر ایمبیسی حکام نے یہ دعوت نامے آگے صحافیوں کو نہیں دیئے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ ڈاکٹر مبشر احمد کے لنچ کے دعوت نامے صحافیوں کو پہنچانے کی ذمہ داری مشتاق ملک کو سونپی گئی لیکن انہوں نے یہ ذمہ داری بالکل نہیں نبھائی اور ایک بھی صحافی کو کال نہیں کیا گیا۔ ڈاکٹر مبشر احمد کے گھر کھانے سے پہلے چودھری شجاعت اور جنرل پرویز مشرف کے درمیان بند کمرے میں ایک ملاقات ہوئی۔ (مطبوعہ: ''تکبیر''۔ ۱۵/دسمبر ۲۰۰۴ء)

سید یونس الحسنی

ڈولے تو پھر قدم بہ قدم ڈولتے رہے

چراغِ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری ازلی اور ابدی ہے۔ تاہم ثانی الذکر ہمیشہ ڈرپوکنا ثابت ہوا۔ ہر معرکے میں زمین سے ناک رگڑتا دکھائی دیا۔ اس کا رنگ اکھڑتا ہی رہا حتیٰ کہ یہ گام زن گھن اور زچ ٹھہرا۔ ہم سمجھ بیٹھے کہ دشمن کی نگاہ ہر آن جوتی پر ہوتی ہے۔ وہ کبھی بھی عرفہ الحال نہیں ہو پاتا۔ اپنی قامت پر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ پھر اس کا نرخرا بولنے لگتا ہے اور بس قصہ تمام۔ لیکن تغیرات زمانہ کو کیا کہیئے کہ سب کچھ ہماری خام خیالی نکلی۔ ہم ایسے ہی مرکبات ناقصہ میں غوطہ زنی کرتے رہے اور وہ خانہ برانداز چمن نت نئے خالصے لگاتا رہا۔ ہم بھول گئے تھے کہ دشمن ڈا ہی ہے، سخت ناقابل اعتبار ہے۔ بہ ایں ہمہ اسی پر تکیہ کرتے رہے، رواداریوں کے پھول کلیاں نچھاور کرتے رہے۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ وہ جو کبھی خاک سے ناک نہیں اٹھا پاتا تھا۔ آج ہمارے سروں کا تاج بن گیا۔ لڑتوں کے پیچھے اور بھاگتوں کے آگے رہنا ہمارا شعار ہو گیا ہے۔ اس رویے کو ہم نے روشن خیالی، جدت پسندی کا نام دے کر غیر کو اپنی نیا کا کھیون ہارا بنا لیا ہے۔ جس سے ناؤ کے ساتھ ہم خود بھی بری طرح ڈانوا ڈول ہیں۔

قومی معاملات میں ہمارے ڈولنے کی ایک پوری تاریخ ہے۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے چند مثالوں ہی کو سامنے رکھ لیجیے۔ مثلاً:

(۱) تحریک آزادئ وطن کے دوران ہم استعماریت سے پنجہ آزما بھی تھے اور اس سے عدل گستری کے خواہاں بھی رہے۔ نتیجتاً ہمیں وراثت میں تین فتنوں کی گھمبیرتا کا سامنا کرنا پڑا جو تادم تحریر جاری ہے۔

(الف) مسئلہ کشمیر (ب [redacted]

(۲) مصر برطانیہ جنگ میں فریق ثانی کی حمایت کر کے مصریوں کے دل چھلنی کر دیئے اور وہ زخم آج بھی تازہ ہیں۔

(۳) افغانستان کے معاملے میں امریکی دلال کا کردار ادا کر کے ہم نے پوری قوم افاغنہ کو غلامی کا تباہ کن تحفہ دیا اور خود ان کی نظر میں زاروزبوں ہو گئے۔

(۴) ہمارے کرتوتوں سے شہہ پا کر عراق کو پامال کر دیا گیا اور ہم مختلف دانشورانہ موشگافیوں پر اتراتے رہے۔ یہ کیفیات بدا بھی تک مو[redacted]

(۵) قومی شہہ دماغوں کی آراء کو روند کر ہم نے من چاہا راستہ اختیار کیا ہے جس پر ہر چھوٹے بڑے کو شکوک وشبہات تو ہیں

البتہ اطمینان پرور امید دور دور تک محسوس نہیں ہوتی۔

(۶) ہمارے شہسوارانِ وطن مسٹر بش کی ہم نوائی میں اپنے ہی گھر والوں کو دہشت گرد، تخریب کار اور انتہا پسند قرار دے کر انہیں خاک وخون میں تڑپائے جا رہے ہیں۔ خون کی یہ ہولی ابھی تک جاری ہے اور خدا معلوم اس کا اختتام کب اور کس طرح ہوگا۔

یہیں پر بس نہیں ہم تو خیر سے اب اس قدر عقل مند ہو چکے ہیں کہ مبادیاتِ دینیہ میں بھی اپنے اشکالات کا اظہار کرنے لگے ہیں۔ مثلاً:

ایک سابق وزیراعظم نے کہا کہ ''اسلامی تادیبی سزائیں غیر انسانی ہیں''۔ موجودہ پردھان نے بھی اپنی روشن خیال، جدت پسند سوچ کا کھل کر اظہار کر دیا ہے۔ یوں تو وہ دینی طبقات کو اپنی تیز گفتاریوں کا ہدف بناتے ہیں مگر دینیات کے باب میں ان کی اتاترکی زبان جس طرح ہلارے لے رہی ہے' اس پر قابو پانے کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وقت اپنی رفتار سے گزر جائے اور بہت کچھ ہاں! بہت کچھ خواب وخیال ہو کر رہ جائے (خاکم بدہن) پرویز صاحب اپنی گستاخیوں سے سرزمین وطن پر مکروہات کی جن فصلوں کا بیج بو رہے ہیں' ان کا ثمر ور ہونا قوم و وطن کے لیے زہر ہلاہل کے سوا کچھ نہیں۔ کبھی آپ نے تنہائی میں اپنے فن سخن گفتنی اور اس کے مظاہر پر ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کیا ہے کہ آپ کونسا راگ الاپ رہے ہیں' اس میں سرتال ہے بھی کہ نہیں؟ ہم نمونہ پیش کئے دیتے ہیں:

(۱) ''میں لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر قوم کو ٹنڈا نہیں بنا سکتا۔''

(۲) ''جن کو داڑھی اور برقع پسند ہے' وہ انہیں اپنے گھر میں رکھیں۔''

(۳) ''پردہ کرنے والی عورتیں اسلام کی پسماندہ تصویر پیش کرتی ہیں۔''

(۴) ''عورتوں کو پردے میں رکھنا اسلام کی فرسودہ شکل ہے۔''

(۵) ''مذہبی انتہا پسندوں نے اعتدال پسند اکثریت کو یرغمال بنا رکھا ہے۔''

ہماری اقتداریہ کے مدارالمہام کا ڈولنا اور حالات کی موجوں پر بے طرح ہچکولے کھانا ملاحظہ فرمائیے۔ زبان اس قدر لڑکھڑانے لگی کہ سچ جھوٹ کی تمیز، غلط صحیح کی پہچان اور کھرے کھوٹے کا فرق ہی باقی نہیں رہا۔ مختلف کارنرز سے دینی حلقوں پر اس قدر طعن کیا جا رہا ہے کہ اب یہ کوئی بھول چوک نہیں بلکہ سوچی سمجھی سکیم لگنے لگی ہے۔ صدر پرویز صاحب کی طرف سے دینی قوانین کی بے تکلفانہ نفی پر جس قدر غمزدگی کا اظہار کیا جائے' کم ہے۔ ان سے بھی بے حجابانہ سوالات کئے جا سکتے ہیں کہ:

(۱) سعودی عرب میں قتل کے بدلے قتل کی سزا نافذ ہے کیا وہاں ساری آبادی موت کے گھاٹ اتر چکی ہے؟

(۲) چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا سختی سے نافذ العمل ہے تو کیا پورا سعودی عرب ٹنڈوں کی مملکت بن چکا ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے پہلے دن سے خدشات درست ثابت ہورہے ہیں کہ مسٹر پرویز مشرف کمال اتاترک کے اپاہج اور مادر پدر آزاد نظریات کے سچے اور کھرے مناد ہیں اور وہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کا حصہ دار بن کر اس ملک میں سب کچھ کر گزرنا چاہتے ہیں۔ بش دوستی کی نحوست سے ملنے والا سنہری موقع وہ ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ دینی طبقات کو چھیڑ چھاڑ کر اس کی طاقت آزمانا اور پوری قوت سے کچل دینا چاہتے ہیں۔ نئے مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ میں سے مذہب کا خانہ ختم کرنا شاید اسی سلسلے کی کڑی ہوگی۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگانے والی جماعت جو وطن عزیز کی ماں ہونے کا دعویٰ رکھتی ہے۔ کسی تھیٹر کی بے حجاب رقاصہ بنی خاموش تماشائی ہے۔ راقم کے نزدیک یہ بھول چوک نہیں' بغاوت ہے جس کی سزا ہمارا مقدر ہے۔ اک طرفہ تماشا ہے کہ زندگی کے ستاون سال ہم نے لٹکتے مٹکتے اور ڈولتے ہوئے گزار دیئے ہیں۔ جنوری ۲۰۰۵ء تک ایک تسلسل سے پھسلتے جارہے ہیں اور خود کو سنبھالنے کے لیے بالکل ہاتھ پاؤں نہیں چلارہے۔ ہماری تاریخ صرف اور صرف ڈولنے کی تاریخ ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ:

لمحہ بہ لمحہ جھوٹ بہت بولتے رہے
ڈولے تو پھر قدم بہ قدم ڈولتے رہے

مرکزِ احرار دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہوگیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

پرانا نمبر: 061-511961

نیا

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

بے بس ہیں مولا! کچھ ہو نہیں سکتا......؟

مملکتِ خداداد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک دھن دولت والوں کا پاکستان ہے۔ جہاں دنیا جہان کی آسائش حاصل ہے۔ جہاں رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ حاکم ووالی مزے میں ہیں کہ گھر بیٹھے ان کا ہر کام ہو جاتا ہے۔ دوسرا عوام کا پاکستان کہ جہاں دن کو بھی اندھیرا ہے۔ آنکھوں میں بھی اندھیرا، پیٹ میں بھی اندھیرا۔ جہاں امیر' جدید نظام ہائے حیات سے بہرہ مند ہے اور غریب کے گھر میں دیا بھی نہیں جلتا۔ امراء کے بچے امریکن، برٹش، پبلک سکولوں کالجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور غریب بچوں کے لیے ''کھوتی حاطے'' ہیں پوش علاقوں میں بجلی اور پانی کو انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے اور غریب کے بچے گٹر اور بجلی کے حادثات میں مرتے ہیں۔ جہاں کے امراء ساٹھ ستر لاکھ کی گاڑی خریدیں تو ان کا ٹیکس بھی معاف ہے اور غریب سائیکل بھی خریدے تو جی ایس ٹی مزید ہے۔ امراء فلٹرڈ اور منرل پانی پیتے ہیں، پیزہ، برگر، مکھن، دودھ پر جیتے ہیں اور غریب آلودہ پانی پی کر ہسپتالوں کی رونقِ مرگ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ امراء کو کروڑوں روپے کا قرض معاف کر دیا جاتا ہے اور غریب چودہ روپے کلو آٹے کے لیے ترستا ہے۔ کوئی مفلس بے چارہ' مینارِ پاکستان سے چھلانگ لگا رہا ہے، کوئی مزارِ قائد پر خودکشی کر رہا ہے اور کوئی بیوی بچوں سمیت زہر کھا رہا ہے۔ جہاں امیر 'غریب کا خون نچوڑتا ہے اور غریب مزدوری کر کے' امیر کو پالنے پوسنے کے لیے پیسہ دیتا ہے ٹیکس کے نام پر، مہنگائی کے طور پر، بلوں کی شکل میں۔ جہاں امراء کے بچے لاکھ لاکھ روپے ماہانہ کی مراعات والی پوسٹوں کے مزے لوٹتے ہیں۔ سب بڑے عہدوں کے دران کے لیے وا ہیں اور غریب کے بال کو چپڑاس بھی نہیں ملتی۔ مفلس کی بہو بیٹی آٹے کے لیے' لائن میں لگی ہوئی ہے۔ زندگی عذاب ہے غریب زیرِ عتاب ہے:

میرے اِدھر بھی آدمی ہیں اور اُدھر بھی آدمی
اِن کے جوتوں پر چمک ہے اُن کے چہروں پر نہیں

کیا علامہ اقبال نے اسی پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔ محمد علی جناح نے ایسے ہی پاکستان کے لیے دن رات محنت کی تھی۔ جس کے لیے لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور ہزاروں بیٹیاں اٹھالی گئیں۔ کیا لاکھوں نقل مکانی کرنے والوں سے اسی پاکستان کا وعدہ کیا گیا تھا' جہاں دن دہاڑے کسی کی عزت محفوظ نہیں۔ انصاف طلب کرنے والوں کو مزید مشکلات سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ جہاں رشوت کو حق الخدمت یا انعام، قسط کو کرایہ، دفتری کمیشن کو چائے پانی، تاش کو سیپارہ، مراثی کو

آرٹسٹ،قوالی کورب رب کرنا اورسود کومنافع کہہ کر پیشاب کوگرائپ واٹر کا نام دیا جارہا ہے۔ جہاں جہالت کوتعلیم ،خام خیالی کوروشن خیالی، جہاد کودہشت گردی، پردہ کوپسماندگی، حدود اللہ کوظلم ،شقاوت کومحبت ، بغاوت کواطاعت ، فحاشی کوفیشن ،عریانی کوثقافت ، جھوٹ کوسچ منافقت کواعتدال پسندی ، جرم کوقانون ، خائن کوامین ، چورکو چودھری ، بزدلی کوحکمت ، شیطان کوولی اور بندرکوآدمی کہا جارہا ہے ۔ جہاں کا بڑا زمیندار صرف اس لیے اپنی بہن' بیٹی کی رخصتی نہیں کرتا کہ وہ اپنا حصہ ساتھ لے جائے گی۔ جہاں ثابت چیزیں مہنگی اورپسی ہوئی سستی ہیں۔ جہاں دودھ میلا اورشہد کڑوا ہے، مدارس پہ چھاپے ہیں،مساجد میں گولی ہے،ٹی وی ریڈیوپر ڈوموں اور مراثیوں کا تسلط ہے، کنچنیاں گارہی ہیں۔میڈیا پر نام نہاد صاحب لیاقت عامروں اور بابروں کا راج ہے۔چُگّی داڑھی والے ٹوڈی ، ننگے سر، ننگی ٹھوڑی، عینک کی چمک اور اچکن کی لٹک کے ساتھ' بھیروی کی لَے میں درس دے رہے ہیں۔انگوٹھیوں میں الجھی ہوئی انگلیوں اور مجنوں کی پسلیوں والے شرعی لقندرے' ساز کے ساتھ نعت گوہیں۔کئی بہروپیے ، مذہبی جیب کُترے آن لائن ہیں۔شیکسپیئر کے ڈراموں کے کردار' کئی خواجہ عذاب اللہ دست بدعا ہیں۔''اے اللہ! ہمیں بنیاد پرستی سے نجات دے'' علماحق کوچُن چُن کر مارا جارہا ہے۔آزادیٔ نسواں کے نام پر خواتین کوگھروں سے باہر نکالا جارہا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے زمانے کو پتھر کا زمانہ قرار دیا جارہا ہے۔ ماڈرن لم چھڑے ،بے غیرت لڑکیوں کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر' مکس گیدرنگ میں مست ہیں۔روشن خیالیے، ولایتی مسلمان برملا کہہ رہے ہیں کہ کچھ لوگ ہمیں چودہ سو سال پرانے تاریکی کے دور میں لے جانا چاہتے ہیں۔خدا اور رسول پاک ﷺ کے احکام کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔اوراب بات عورت کے سر سے ردائے زہرا اتارنے اور مرد کے چہرے سے رسول پاک ﷺ کی نشانی صاف کرنے تک جاپہنچی ہے۔سیاستدان کہتا ہے: سیاست میں شریف آدمی کا کوئی کام نہیں۔یعنی غنڈہ اور بدمعاش ہی سیاستدان بن سکتا ہے۔ترقی پسند ادیب کہتا ہے ادب میں مذہب کے لیے کوئی جگہ نہیں' حمد ونعت شاعری کی کوئی صنف نہیں۔نیا زمانہ ہے' نئی رت ہے' آگ ہے' انگارے ہی انگارے ہیں۔تھانے مجرموں کی آماج گاہ ہیں۔ایف آئی آر سے لے کر فیصلے تک انصاف بکتا ہے۔ جہاں مزدور' کسان' اہل کار۔جاگیردار' صنعت کار' آجر کو کروڑوں کما کر دیتا ہے اوراسے نان جویں کے لیے بھی اجرت نہیں ملتی۔وڈیروں کی ہزاروں ایکڑ زمین پر' پرندوں اور جانوروں کے ساتھ عورتیں بھی شکار کی جاتی ہیں ۔جائیداد کی کوئی رجسٹری ،ڈومیسائل ،بجلی ،پانی ،ٹیلیفون کنکشن ، عدالت پٹواری سے کوئی نقل بغیر چائے پانی کے نہیں ملتی۔ جہاں بڑے بڑے عہدے' سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہوتے ہیں کہ ان عہدوں کے ساتھ سرکاری گاڑیاں ،ڈرائیور، پٹرول ،اعلیٰ سجی سجائی رہائش گاہیں،نوکر چاکر،ٹی اے ڈی اے، تحفے تحائف ، بے شمار مراعات وابستہ ہیں۔ بڑی بڑی کلبوں ، ہوٹلوں اور کوٹھیوں میں شراب ، جوا اور طوائف عام ہے۔طوائف اور وائف کے فرق کوآزادی اور جدت پسندی کے نام پر قتل کیا جارہا ہے۔عیاش گھرانوں کے بگڑے ہوئے شہزادے اور بے شرم وبے حیا لونڈے لوارے' گرلز تعلیمی اداروں کے سامنے' آوارہ

کُتوں کی طرح ''لُوس'' مارتے پھرتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ صحافی بلیک میلر اور اخبار بے حیائی کی تشہیر کا ذریعہ ہیں، استاد علم پرور نہیں رہے شکم پرور ہو گئے ہیں، شاگرد گستاخ ہیں، عورت ناچتی ہے، مرد بے غیرت ہے، تاجر بددیانت ہیں، اولاد نافرمان ہے، لڑکا والد کے مقابلے میں دوست کو اور ماں کے مقابلے میں بیوی کو ترجیح دیتا ہے، بچے، بوڑھے ماں باپ کی بات سننے کے بجائے، انٹرنیٹ، کیبل پر برہنہ تصاویر کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں، سجدہ گاہوں میں موبائل اور کلاک کے ساز بجتے ہیں، سینماؤں میں حیا باختہ عورتوں کے پوسٹروں کے ساتھ ''اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمدللہ'' کے الفاظ ثبت کر کے خدا کے خوف کو آگ دکھائی جا رہی ہے۔ وقت کا دجّال زوروں پر ہے۔ اپنی وحشت و سفاکی میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ افغانستان زخموں سے چور چور ہے۔ فلسطین، کشمیر لہولہو ہے، بوسینیا، چیچنیا کا مسلمان خون میں لت پت ہے، فلوجہ اور موصل کی گلیوں میں عورتوں اور بچوں کے لاشے تڑپ رہے ہیں۔ کوئی اٹھانے والا نہیں۔ ایک بے بسی ہے، لاچاری ہے، یا اللہ ! تیری دہائی ہے کہ اب تو تیسرے درجے کا ایمان بچانا بھی مشکل ہو گیا ہے اور!

داغ یہ ذلت کے ہیں ' دھو نہیں سکتا
بے بس ہیں مولا ! کچھ ہو نہیں سکتا ؟

ملک کے نامور ادیب و شاعر
عطاء الحق قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی
خالد مسعود خان اور سید یونس الحسنی
کی وقیع آراء کے ساتھ
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی کا شعری مجموعہ
''چمن خیال''
شائع ہو چکا ہے
ضخامت: 120 صفحات قیمت: 100 روپے
ملنے کا پتہ بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

محمد یونس قادری

عالمِ اسلام کے خلاف مغرب کی نئی حکمت عملیاں

۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے پس منظر میں مغرب اسلام کو بہت سنجیدگی سے دیکھ رہا ہے، اسلام سے متعلق اس کے مفکرین اور پالیسی ساز ادارے مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ان میں سے کچھ آراء آج کل کافی مقبول ہو رہی ہیں جیسے شیریل بنارڈ (Cheryl Benard) کے تحقیقی مقالے سول ڈیموکریٹک اسلام (Civil Democratic Islam)، ایوبن (Euben) کے تحقیقی مقالے (Enemy in the Mirror)، جوزف ایس نائی (Joseph S Nyei) کے مقالے (Decline of Amrican Soft Power) وغیرہ کی آراء۔ ہم ان میں سے ہر ایک کا تجزیہ اسلامی نقطہ نگاہ سے پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

سب سے پہلے ہم شیریل بنارڈ کے مقالے ''سول ڈیموکریٹک اسلام'' کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ اس تجزیہ سے پہلے یہ مناسب ہوگا کہ ہم بنارڈ کا تعارف پیش کریں۔ بنارڈ مغربی افکار کی حامل مفکرہ ہے۔ اس کا زیادہ تر کام حقوق نسواں پر ہے۔ یہ افغانستان اور پاکستان کے قبائلی معاشروں پر ناول لکھ چکی ہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے سنہری دور میں عورتوں کی آزادی کے حوالے سے اس کا کام ہے۔ طالبان عالیشان کے دور میں عورتوں کی آزادی کے حوالے سے اس کا ناول Veif Courage اور پاکستان کے قبائلی معاشرہ کے حوالے سے اس کا ناول Mughul Buffet مغرب میں کافی سراہا گیا ہے۔ بنارڈ افغانستان میں امریکہ کے ایک بڑے ایجنٹ زلے خلیل زادے کی بیوی ہے جو کہ افغانستان میں امریکی جارحیت کے دور میں بش کا مشیر رہا اور آج کل افغانستان میں امریکا کا سفیر بھی ہے۔

بنارڈ کے اس مقالے کو رینڈ کارپوریشن (RAND Corporation) نے چھاپا ہے۔ رینڈ کارپوریشن امریکی حکومت کے لیے نجی طور پر پالیسی سازی کا کام کرتی ہے۔ اس کی آراء کو امریکی ایوانوں میں کافی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بنارڈ کے اس مختصر تعارف سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ مغربی افکار کے راسخ العقیدہ عورت ہے جو کہ امریکی غلبہ کے لیے سرگرم ہے اور اسکے مقالے کا موضوع ہی یہ ہے کہ ۱۱ ستمبر کے بعد امریکی بالادستی کو عالم اسلام پر کس طرح قائم کیا جائے۔

بنارڈ اپنے مقالے کی ابتداء میں یہ سوال اٹھاتی ہے کہ مسلمان امریکا کے خلاف کیوں برسرِ پیکار ہیں، اس کی کیا وجوہ ہیں؟ اس کے جواب پر ہی اس کے پورے مقالے کا دارومدار ہے۔ مغربی تصورات کی حامل یہ خاتون جب اسلامی تہذیب کا مطالعہ کرتی ہے اور مسلمانوں میں بڑھتے ہوئے شہادت کے جذبے کو دیکھتی ہے، ان کو خودکش حملے کرتے دیکھتی ہے تو اس کو ایک ردعمل سے تعبیر کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ مسلمانوں کو چونکہ بہت عرصے سے بین الاقوامی سیاست سے دور رکھا گیا

'ان میں پائی جانے والی ترقی پذیری' غربت جیسی مادی وجوہ کی بناء پر ان میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔اس کیفیت میں بقول اس کے مسلمانوں کو سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کیا کریں۔مسلمان اپنے مادی غلبے کے لیے مختلف طریقۂ کار اپنا رہے ہیں اور مسلمان دنیا اس معاملہ میں مختلف گروہوں اور نظریات میں بٹی ہوئی ہے۔مسلمانوں میں پیدا شدہ اس اختلاف کو وہ چار بڑے گروہوں میں منقسم کرتی ہے جو کہ درج ذیل ہیں

(1) بنیاد پرست (Fundamentalist) (2) قدامت پسند (Traditionalist)

(3) سیکولرسٹ (Secularist) (4) موڈرنسٹ (Modernist)

ان چار گروہوں کی نشاندہی کرنے کے بعد ان کے افکار، نظریات کا مطالعہ کرے گی اور اس مطالعے کی روشنی میں دیکھے گی کہ کون سا گروہ اسلامی نظریات سے ہم آہنگ ہے اور کون سا گروہ مغربی افکار سے منسلک ہے۔

● مسلمانوں کے گروہوں کا جائزہ:

ان چار گروہوں کا ہم (بنارڈ کی رائے میں جو تعریفیں ہیں) ایک ایک کر کے جائزہ لیتے ہیں۔وہ ان گروہوں کو اسلامی گروہ کہتی ہے۔اس لیے کہ اس کے خیال میں یہ چاروں گروہ اپنے آپ کو نہ صرف مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ان کا نمائندہ بھی گردانتے ہیں۔یہ تمام گروہ اپنے افکار کی حقانیت کے لیے اسلامی مآخذ سے ہی استفادہ کرتے ہیں۔اب ہم ان میں پائے جانے والے بنارڈ کے نقطۂ نگاہ سے اختلافات کا جائزہ لیتے ہیں۔

● بنیاد پرست (Fundamentalist):

یہ وہ ہیں جو جہاد اور قتال کو غلبۂ اسلام کی حکمت عملی کے طور پر اپنائے ہوئے ہیں۔یہ گروہ وہ ہے جو کہ خودکش حملے کرتا ہے اور اس کے جائز ہونے کا جواز بھی پیش کرتا ہے۔وہ بڑی دوراندیشی سے اس گروہ کا تجزیہ کرتی ہے کہ یہ گروہ جمہوریت اور دیگر مغربی افکار کا منکر ہے اور جمہوری تصور کے برخلاف جہاد اور انقلاب کو ترجیح دیتا ہے۔وہ لکھتی ہے کہ یہ نہ ہی کسی ریاست، نہ ہی کسی علاقے، نہ ہی کسی گروہ کی بالادستی کے قائل ہیں۔یہ امت مسلمہ کو وحدانیت تصور کر کے اس کے مکمل غلبے کے خواہاں ہیں اور ان کی ساری سعی اور کوشش اسی کے لیے ہے اور یہ کسی بھی صورت اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہیں۔یہ گروہ جب بھی کسی علاقے میں کارروائی کرتا ہے یا کسی گروہ کے ساتھ منسلک ہوتا ہے تو وہ اس کو ایک آلہ کار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ان بنیاد پرستوں کو بھی دو مزید گروہوں میں تقسیم کرتی ہے۔ایک اسکرپچرل بنیاد پرست (Scriptural Fundamentalist) یہ وہ گروہ ہے جو اسلام کا وہی طریقہ کار استعمال کرتا ہے جو کہ اسلامی مآخذ سے مماثل ہو۔یہ گروہ کسی بھی نئے جہادی طریقہ کار جیسے خودکش حملے وغیرہ کو اہمیت نہیں دیتا۔اس گروہ میں ایران کے شیعوں اور عرب کی وہابی تحریکات کو لیتی ہے۔دوسرا بنیاد پرستوں کا گروہ ریڈیکل بنیاد پرست (Redical Fundamentalist)

پر مشتمل ہے۔اس کا خیال ہے کہ یہ مسلمانوں کا سب سے خطرناک اور دہشت گرد گروہ ہے۔ یہ دہشت گردی (جہاد) خودکش حملوں کو اور بقول اس کے ایسے طریقے کار کو غلبہ اسلام کے لیے استعمال کرتے ہیں جن کی تعلیمات اسلامی ماٰخذ سے براہ راست اخذ نہیں ہوئیں۔ بنارڈ کے بقول ان کا طریقہ کار اسلامی تعلیمات سے متصادم لگتا ہے جیسے خودکش حملوں میں عام عورتیں ، بوڑھے اور بچے بھی مارے جاتے ہیں جو کہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔اس گروہ میں وہ طالبان، القاعدہ اور حماس جیسی تحریکات کو شامل کرتی ہے۔

● قدامت پسند(Traditionalist):

اس دوسرے گروہ کی تعریف وہ کچھ اس طرح کرتی ہے کہ یہ گروہ اسلامی ثقافت، رسم و رواج کی بڑی شد و مد سے پاسداری کرتا ہے۔اسی وجہ سے یہ مسلمانوں کا سب سے قابل اعتماد اور بڑا گروہ ہے۔ یہ گروہ مدارس کے علمائے کرام، صوفیاء کرام، دین دار افراد پر مشتمل ہے۔ یہ گروہ برخلاف بنیاد پرستوں کے جہادی حکمت عملی کو فی الحال قابل عمل تصور نہیں کرتا بلکہ موجودہ نظام میں رہتے ہوئے اسلام کو اور اس کی تعلیمات کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ یہ گروہ اسلامی تعلیمات کا راسخ العقیدہ ہے۔اگرچہ انقلابی اور جہادی حکمتِ عملی پر عمل پیرا تو نہیں مگر یہ مجاہدین اور انقلابیوں کا مخالف بھی نہیں ہے بلکہ ان کا مددگار اور معاونت کرنے والا ہے۔قدامت پرست اسلامی اداروں، مساجد، مدارس، خانقاہوں کو اپنا مرکز بناتے ہیں۔ بقول بنارڈ کے ان ہی اداروں سے بنیاد پرست پروان چڑھتے ہیں اور یہیں پر پناہ حاصل کرتے ہیں۔

● سیکولرسٹ(Secularist)

یہ نجی طور پر اسلام پر عمل پیرا ہوتے ہیں مگر اجتماعی اور ریاستی معاملے میں قوم پرستی، سوشل ازم وغیرہ کے داعی ہوتے ہیں۔ بنارڈ اس گروہ کو اسلامی قوم پرست اور اسلامی سوشلسٹ گروہ تصور کرتی ہے جو کہ اس کے خیال میں درج بالا دونوں گروہوں کے مقابلے میں امریکہ سے زیادہ قریب ہیں۔

● موڈرنسٹ(Modernist):

یہ گروہ اسلام کی جدید تعبیر پیش کرتا ہے اور اسلام کو ایک لبرل مذہب تصور کرتا ہے۔موڈرنسٹ اسلام کی ایک تاریخی حیثیت کو تو قبول کرتے ہیں۔ نبی کریم (ﷺ) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو اپنے دور کی بہترین شخصیات تصور کرتے مگر یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اس دور کے حالات و واقعات دوسرے ہیں۔اس لیے چودہ سو سالہ پرانا اسلام اب قابل عمل نہیں ہے۔اب چونکہ مغربی نظام غالب ہے۔اس لیے اسلام کی وہ تعبیر قابل قبول ہے جو کہ اس غالب نظام کے مطابق ہو۔وہ کہتی ہے کہ مغربی نظام جو کہ لبرل ازم ہے جہاں پر آزادی اور مساوات پائے جاتے ہیں۔اس آزادی اور مساوات کے حصول کے لیے مغرب ، جمہوریت اور انسانی حقوق کی پاسداری چاہتا ہے اور یہی مغرب کا اصل ہدف ہے اور موڈرنسٹ اسلام کو ایسا ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔

ان چار گروہوں کی درجہ بندی کے بعد وہ امریکی حکومت کے لیے حکمت عملی وضع کرتی ہے کہ آیا کون سا گروہ امریکی مفادات کو پورا کرے گا اور کس گروہ سے کون سا کام لینا ہے۔ بنارڈ اپنے مقالے میں اس بات پر زور دیتی ہے کہ ریڈیکل بنیاد پرست اپنے اسلامی عقائد پر پختہ ہیں، وہ قتال اور انقلاب کو اسلام کی روح سمجھتے ہیں۔ وہ مغربی افکار آزادی ''ہر فرد کا حق ہے جیسے چاہے جئے'' پر بالکل اعتقاد نہیں رکھتے اور غلبۂ مغرب کو عسکری شکست سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ان سے مغرب کو کسی بھلائی کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ اس لیے ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ چونکہ یہ مسلمان معاشرت میں سے ابھرتے ہیں۔ اس لیے امریکہ کو ایسا مسلم معاشرہ تعمیر کرنے کی سعی کرنی چاہیے، جہاں پر بنیاد پرست نہ ہوں۔ اس لیے وہ تجویز کرتی ہے کہ چونکہ قدامت پسند جو کہ مسلم معاشرے کا سب سے بڑا اور طاقتور گروہ اور ان بنیاد پرستوں کو پناہ دیتا ہے اور ان کی مالی اعانت بھی کرتا ہے۔ اس لیے سب سے ضروری عمل یہ ہے کہ بنیاد پرستوں کو قدامت پسندوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ قدامت پسندوں کو اقتدار میں اس طرح شریک کیا جائے کہ یہ بنیاد پرستوں کی جگہ لے لیں۔ یعنی قدامت پسند جہاد اور انقلاب کو رد کریں اور جمہوریت کو اس کی جگہ پر رکھیں۔

اس کے علاوہ بنیاد پرستوں کو عوام میں بدنام کیا جائے کہ یہ دہشت گرد ہیں اور ان کی وجہ سے مسلمانوں پر آفات آئی ہوئی ہیں۔ اگر ان کو اقتدار مل جائے تو مسلمانوں کو ان کی برائیاں میڈیا کے ذریعے خوب اچھی طرح باور کرانی چاہئیں۔ سیکولرسٹ حضرات کے لیے اس کی رائے یہ ہے کہ چونکہ قوم پرست اور سوشلسٹ گروپ اس سے متعلق ہوتے ہیں اور بائیں بازو سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے امریکہ کے ایوانوں میں ان کی پذیرائی کم ہے۔ جبکہ بنارڈ کا خیال ہے کہ قدامت پسندوں اور بنیاد پرستوں کے مقابلے میں مغربی اقدار کے فروغ میں یہ گروہ بہت کارآمد رہا ہے۔ اگر ہم ترکی کی خلافت کو دیکھیں اور اس کے شیرازہ بکھرنے کو دیکھیں تو اس میں سیکولرسٹ حضرات نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ایک بنیاد پرست اسلامی خلافت کی جگہ ایک سیکولر ترکی کو لا کھڑا کیا۔ اس کے علاوہ جہاں بھی بنیاد پرست اقتدار میں آتے ہیں جیسے ایران اور افغانستان میں وہاں یہ سیکولرسٹ حضرات نوجوانوں کو بڑی کامیابی سے بنیاد پرستوں کے خلاف کھڑا کرتے ہیں اور یہ اسلام کی مخالفت میں پیش پیش ہوتے ہیں۔

جہاں تک موڈرنسٹ حضرات کا تعلق ہے۔ اوّل الذکر تینوں گروہوں میں سے قابل اعتماد گروہ یہی ہے۔ بنارڈ کی امید یہ ہے کہ اس گروہ کو اگر مسلم معاشروں میں مقبولیت ملی تو یہ ان معاشروں کو بڑی تیزی سے لبرل معاشروں میں تبدیل کر دیں گے مگر اس گروہ کی کمزوری یہ ہے کہ ابھی تک اس کی تعداد مسلم معاشروں میں بہت کم ہے اور اس کے پاس وسائل بھی بہت محدود ہیں۔

● امریکی حکومت کے لیے مسلمانوں کے خلاف بنارڈ کا تجویز کردہ لائحہ عمل:

موڈرنسٹوں کی مسلمان معاشروں میں پذیرائی کے لیے بنارڈ کا خیال ہے کہ مغرب کو اپنے ذرائع، وسائل سب ان

موڈرنسٹوں کے ابھارنے میں خرچ کرنے چاہئیں۔ان ہی کے اسلام کو صحیح اسلام تصور کرنا چاہیے۔قدامت پسندوں کو جو کہ اسلام کا قدامت پسندانہ تصور پیش کرتے ہیں' ان کو اسلام کا نمائندہ تصور نہ کیا جائے بلکہ موڈرنسٹ حضرات کے جدید اسلام کو ہی اسلام کی صحیح تعبیر تصور کرنا چاہیے۔

☆......قدامت پسندوں کی جو مذہب پر بالادستی ہے' اس کو ختم کرنا ہوگا اور موڈرنسٹوں کو قدامت پسندوں کی جگہ بٹھانا ہوگا۔یعنی اس کے خیال میں علمائے کرام دین کے حوالے سے جو بھی تشریح کرتے ہیں، جو حکم لگاتے ہیں' اس کو تمام مسلمان حق تصور کر کے اسی پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔اس کا خیال ہے جب تک علمائے کرام کی اس علمی حیثیت کو ختم نہیں کیا جائے گا۔اس وقت تک ہم اسلام کو لبرل نہیں بنا سکتے ہیں۔اس کا خیال ہے کہ موڈرنسٹ علمائے کرام کی اس فوقیت کو ختم کریں۔ان کے علم کو جہل سے تعبیر کریں' تب ہی مغربی علمیت کا فروغ ممکن ہے۔

☆......موڈرنسٹ ایسے اسلامی اسکالرز تلاش کریں جو کہ جدید ذرائع جیسے ویب سائٹ پر مسلمانوں کے مسائل کا حل پیش کریں۔یعنی مسائل کے حل کے لیے ایسے طریقہ کار وضع کریں جو کہ قدیم اسلامی طریقہ کار سے جدا ہو اور وہ ایک جدید رنگ لیے ہوئے ہو۔

☆......بنیاد پرستوں سے نمٹنے کے لیے ایسے علمائے کرام سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جو اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر بنیاد پرستوں کے جہادی اور انقلابی اقدامات کا ردّ پیش کریں اور ان کو باطل ثابت کر سکیں۔

☆......اسی طرح سیکولرسٹ حضرات کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں کہ اگر مسلمان لبرل افکار کو برا سمجھ رہے ہوں تو وہاں سیکولرازم،لبرل ازم کو در آنے کا موقع دے گا۔مگر آخر الذکر دونوں گروہوں کو مخصوص حالات میں محدود طور پر استعمال کیا جائے ورنہ تو موڈرنسٹ ہی اسلامی ممالک میں امریکہ کے اصل حریف ہیں۔

یہ تو ہمارے دشمن کا نقطہ نگاہ تھا کہ وہ کن پہلوؤں سے ہم مسلمانوں کو زیر کرنا چاہتا ہے۔اس مقالے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صرف عسکری سطح پر ہم سے مدمقابل نہیں ہے بلکہ علمی،معاشرتی،ثقافتی سطح پر بھی ہم کو مغرب زدہ کرنا چاہتا ہے۔اس مقالے سے جہاں ہمیں امریکی موقف اور حکمت عملی کا اندازہ ہوتا ہے۔وہاں اس کے افکار ونظریات جاننے کا موقع بھی ملتا ہے۔مسلمانوں کے کمزور اور طاقتور دونوں پہلوؤں کا ادراک بھی اس مقالے سے بڑی حد تک ہو جاتا ہے۔

● تنقیدی جائزہ:

یہ مقالہ بھی ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔اس مقالے کا سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ اس میں مجاہدین انقلابیوں کے موقف کہ انہوں نے امریکہ کے خلاف کیوں علم جہاد بلند کیا ہوا ہے کا غلط اندازہ لگایا ہے کہ یہ مادی ذرائع کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں اور مجاہدین کی حکمت عملی ایک ردّ عمل ہے۔مجاہدین کی تحریک کوئی جدیدیت کی حامل انقلابی تحریک نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کو دورِ جدید میں سیاسی مقام دلوانا چاہتی ہے۔یہ تحریکات تو غلبہ دین کی تحریکات ہیں

جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وارث تحریکات ہیں اور شہادت کے جذبہ کے تحت اسلام کا غلبہ اس صورت میں چاہتی ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے دور اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا۔

بنارڈ' لبرل ازم کا کہیں ذکر تو نہیں کرتی مگر جب وہ جمہوریت اور انسانی حقوق کا ذکر کرتی ہے تو یہ افکار لبرل ازم کے ہی افکار ہیں۔ وہ صحیح طور پر اس بات کو بار ہا امریکہ کو باور کرواتی ہے کہ علمائے کرام اور مجاہدین ان مغربی افکار یعنی جمہوریت اور انسان حقوق پر کبھی بھی تیار نہیں ہوں گے' وہ تو اسلام کو مغربی نظام سے جدا تصور کرتے ہیں۔ بنارڈ کا خیال ہے :بنیاد پرست اور قدامت پرست دونوں اسلامی علیت اور اس کی تہذیب کے جانشین ہیں۔ وہ اس کو تبدیل کرنے کے قائل نہیں ہیں۔ اس لیے علمائے کرام اور مجاہدین سے امریکہ کو امید نہیں رکھنی چاہیے کہ وہ مغربی نظام سے مصالحت کریں۔ اس لیے امریکہ کو اصلی امید موڈرنسٹ سے ہے جو کہ اسلامی علیت اور تہذیب کو مغربی تہذیب اور جہالت میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہم دیکھیں گے کہ دیگر مغربی مفکرین خاص کر Enemy in the Mirror اس خیال کی حامی ہے کہ اگر قدامت پرستوں کو اقتدار میں شریک کیا جائے تو وہ بھی جمہوریت اور انسانی حقوق جیسے مغربی افکار کو ہی نافذ کریں گے جیسا کہ ہم نے ایران میں دیکھا کہ وہاں پر انقلابی جب اقتدار پر آئے تو انہوں نے انقلاب کو پس پشت رکھ کر جمہوریت کو ہی اپنایا۔ پاکستان میں متحدہ مجلس عمل جس کو جہاد افغانستان کی بدولت سرحد میں اقتدار ملا تو اس نے بھی جمہوریت اور سرمایہ داری کو ہی اپنایا۔ سرحد حکومت نے ورلڈ بینک سے سارے سودی سمجھوتوں کو برقرار رکھا ہوا ہے۔ مگر چونکہ بنارڈ افغانستان میں طالبان کا دور دیکھ چکی ہے اور طالبان کی اسلامی امارت اس لحاظ سے ایک منفرد امارت تھی کہ انہوں نے انقلاب کو ترک نہیں کیا اور جمہوریت کو بالکل نافذ نہیں کیا بلکہ شریعت کو سختی کے ساتھ نافذ کر دیا۔ اسی تجربہ کی بنا پر وہ مجاہدین اور علمائے کرام کو اقتدار سے دور رکھنا چاہتی ہے۔ بنارڈ جب اقتدار کی بات کرتی ہے تو اس سے مراد وہ صرف حکومت نہیں لیتی بلکہ وہ مکمل معاشرتی اور اعتقادی غلبے کو لیتی ہے۔ چونکہ وہ جانتی ہے کہ اکثر مسلمان حکمرانوں کے امریکی حلیف ہونے کے باوجود علمائے کرام اور مذہبی شخصیات کا اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے اور بنیاد پرستوں کا دائرہ کار بڑھتا جا رہا ہے۔

موڈرنسٹ سے مراد وہ اسلامی اسکالرز اور شخصیات لیتی ہے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ کہتے ہوں۔ ان حضرات کی (بنارڈ کے بقول) بڑی تعداد مسلمان ممالک میں مغربی تعلیمی اداروں میں پائی جاتی ہے۔ خصوصاً شعبہ علوم اسلامیہ میں آپ ان کو تلاش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح مغربی ممالک میں بھی کافی تعداد موڈرنسٹ اسلامی اسکالرز موجود ہیں۔ یہ حضرات اپنی پذیرائی کے لیے بڑی خوبی سے میڈیا اور ویب سائٹ کو استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ امریکی ایجنٹ حکومتوں میں یہ موڈرنسٹ اسکول، کالج کی سطح پر نصاب بھی بنا سکتے ہیں جیسا کہ پاکستان میں سابق وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے کیا اور موجودہ وزیر تعلیم جاوید اشرف قاضی کر رہے ہیں۔

بنارڈ کی حکمت عملی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ جانتی ہے کہ علمائے کرام کی قدر و منزلت اسلامی دنیا میں بہت

ہے۔علمائے کرام اور اسلامی شخصیات نے مغربی تہذیب کو ایک غلیظ تہذیب کے روپ میں پیش کیا ہے کہ مغربی تہذیب میں خاندان تباہ ہوتا ہے، بے حیائی، زنا، لوٹ مار عام ہوتی ہے۔اس لیے عام مسلمان مغربی تہذیب سے نفرت کرنے لگتا ہے۔۔اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کام کریں۔ایک تو مغربی تہذیب کے اچھے پہلوؤں کو اجاگر کریں کہ مغرب نے سائنسی ترقی کے ذریعے دنیا کو ترقی دی، لوگوں کو روزگار دیا وغیرہ۔دوسرا علمائے کرام اور مجاہدین کو بدنام کیا جائے۔اگر ان کو کہیں حکمرانی ملی ہو تو اس کے کمزور پہلوؤں کو مسلمانوں کے سامنے آشکارا کیا جائے۔یہ کام موڈرنسٹ حضرات اور مغربی میڈیا بخوبی کرسکتا ہے۔بنارڈ کی کمزوری یہ ہے کہ وہ علمائے کرام اور مذہبی شخصیات کی عام مسلمانوں سے روحانی تعلق سے ناواقف ہے۔وہ ان کے خلاف جس مادی حکمت عملی کو لیتی ہے۔اس کے الحمدللہ کامیاب ہونے کے بہت کم امکانات ہیں۔

● اسلامی غلبہ کے لیے ہماری حکمت عملی:

ہماری حکمت عملی جو ہم مغربی غلبے کے خلاف وضع کریں گے' اس کے دو پہلو ہیں۔ایک اسلام چونکہ علم ہے اور اس کے مقابل سب جہالت ہے۔اس لیے اس علم کا فروغ علمی سطح پر ہمارا اصل ہدف ہے۔چونکہ اسلام اس دنیا میں غلبے کا خواہاں ہے' اس لیے عملی جدوجہد کے ذریعے ہم غلبہ اسلام کو ہر سطح پر ممکن بناسکیں۔

اسلام علمی سطح پر درست حالت میں الحمدللہ محفوظ ہے۔ہماری تحفظ دین کی تحریکات نے جس طرح اس کو محفوظ رکھا' وہ قابل قدر ہے۔اب اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ طریقہ کار جو کسی بھی عمل کے جائز ناجائز، حلال حرام، افضل اولیٰ ہونے کا حضور ﷺ سے اب تک تواتر سے چلا آرہا ہے۔ہم اسی طریقۂ کار کو مغربی غلبہ کے خلاف بھی استعمال کریں۔اس طریقہ کار کو جنہوں نے محفوظ کیا ہے اور جو اس پر عمل پیرا ہیں' وہ علمائے کرام کہلاتے ہیں۔اس لیے ہم کہتے ہیں کہ قیادت کے حق دار علمائے کرام ہی ہیں۔ان ہی کی ذمہ داری ہے کہ علمی اور عملی جدوجہد میں مسلمانوں کی قیادت کریں۔اس کے ذریعے ہم دراصل اس علمیت کو زندہ رکھتے ہیں جو حضور اقدس ﷺ کی میراث ہے اور وہ حضرات جو اس طریق کار کو اپناتے ہیں' وہی وارثین انبیاء ہیں۔ان ہی کو ہم علمائے کرام کہتے ہیں۔

مغرب جب قیادت موڈرنسٹوں کو دینا چاہتا ہے تو دراصل وہ اس علمیت کو ختم کرکے جہالت کو فروغ دینا چاہتا ہے۔ہمارے علمی کام کا کمزور ترین پہلو یہ ہے کہ اب تک ہم نے اپنے اصل دشمن مغرب کا نہ ہی مطالعہ کیا اور نہ ہی اس کا محاکمہ کیا۔اسی لیے اس جہالت خالصہ کو اکثر ہم نے علم سمجھ کر اپنانے کی کوشش کی جس کے سبب خود اپنی قیادت کو مغرب کے حوالے کردیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مغربی علوم کا ایسا ہی محاکمہ کریں جیسے ہم نے عیسائیت اور یہودیت کا کیا اور ہندوستان میں ہندو مذہب کا کیا۔

مغرب' جس تہذیب کا علمبردار ہے' اس کو لبرل ازم کہتے ہیں۔آزادی اس کا اصل ہدف ہوتا ہے۔اس ہدف کے حصول کے لیے وہ سرمایہ داری اور جمہوریت کا سہارا لیتا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ علمائے کرام سرمایہ داری اور جمہوریت

کا محاکمہ اوراس کے مدمقابل اسلامی طریقہ کارکووضع کریں تا کہ مجاہدین/ انقلابی جب اپنا اقتدار قائم کریں تو وہ خالص اسلام کونافذ کرسکیں نہ کہ جمہوریت اور سرمایہ داری کی اسلام کاری کریں۔

جب ہم جمہوریت اور سرمایہ داری کی اسلام کاری کی کوشش کرتے ہیں تو اسلامی سیاسی تاریخ اور علمیت سے روگردانی کرتے ہیں کہ ان دونوں کا اسلامی تاریخ اور علمیت سے دور کا بھی رشتہ نہیں ہے اور نہ ہی موجودہ دور میں کہیں بھی ان دونوں مغربی افکار کے نتیجے میں اسلام غالب آیا ہے۔اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان کورڈ کریں۔اس کی عملی تردید اس طرح ہوگی کہ یہ دیکھیں کہ مغربی تہذیب کے یہ ادارے اپنی قوت کہاں مرتکز کرتے ہیں۔سرمایہ داری اپنی قوت مارکیٹ ،بینک،اسٹاک مارکیٹ میں منظّم کرتی ہے اور جمہوریت اپنی قوت پارلیمنٹ ،بیوروکریسی ،میونسپل کارپوریشن ،عدلیہ میں مرتکز کرتی ہے۔علمائے کرام اور انقلابیوں کا اصل کام یہ ہوگا کہ اسلامی معاشروں سے ان اداروں کو اوّل تو تباہ کردیں اور ان کے مدمقابل اسلامی اداروں کو لاکھڑا کریں اور اگر ہم مغربی ایجنٹوں کے زیرتسلط ہیں تو پھر ان مغربی اداروں کے متوازی اسلامی ادارے قائم کریں جہاں پر زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کی قوت کو منظّم کر کے انقلابی جدوجہد کی داغ بیل ڈالی جاسکے۔یہی انقلابی حکمت عملی ہے کہ ہم اپنی قوت کو اسلامی اداروں میں مجتمع کریں۔ان کے برخلاف اگر ہم نے اپنی قوت مغربی اداروں میں مجتمع کی تو پھر مغربی نظام طاقتور اور ہم کمزور ہوں گے۔جیسا کہ خلافت عثمانیہ کے بعد سے مسلمان معاشروں میں ہورہا ہے۔

دوسرا بڑا کام یہ ہوگا کہ ہم مغربی اداروں کی جگہ اسلامی ادارے قائم کریں مگر اس میں ابہام یہ ہے کہ ہم اس دور جدید میں اسلامی اداروں کی بھرپور طریقہ سے نہ ہی نشاندہی کرپائے ہیں اور نہ ہی ان کو منظّم کرپائے ہیں۔ہمارے خیال میں نبی کریم ﷺ کے دور سے اب تک مساجد وہ متفقہ ادارے ہیں جن کو سب اسلامی ادارے ہی تصور کرتے ہیں۔دوسرا بڑا ادارہ جو ہم نے اٹھارہ اور انیسویں صدی میں منظّم کیا' وہ مدارس ہیں۔دونوں بڑے اداروں کو اس نہج پر منظّم کرنا کہ یہ سرمایہ دارانہ اور جمہوری اداروں کی جگہ لے لیں۔یہ اس دور کا سب سے مشکل اجتہادی کام ہے اور یہ کام جہاں بھی منظّم ہوا' وہاں پر اس کی قیادت کے فرائض علمائے کرام نے ہی انجام دیئے۔اس لیے علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے ان اداروں کو منظّم کریں پھر ان کے گرد سیاسی ،معاشرتی ،معاشی کام کو منظّم کریں۔

ہمارے دشمن کی یہ کوشش بھی ہے کہ ہمارا کام منظّم اور متحد نہ ہو بلکہ مجاہدین/ انقلابیوں کے کام کو مدارس اور مساجد سے الگ کردیا جائے۔تاکہ ان کی مسلمانوں میں پذیرائی باقی نہ رہے۔ہماری کوشش یہ ہوگی کہ مجاہدین/ انقلابی تو کجا کوئی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ درجے کا کام مساجد ومدارس اور علمائے کرام کی سرپرستی کے بغیر نہ ہو۔ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کی ایک علماء کونسل مرتب کی جائے جو درج بالا کام کو منظّم اور متحد کریں اور ان ہی کی زیرقیادت سیاسی ،معاشی ،جہادی کام پروان چڑھے۔مدارس ومساجد کی انفرادی حیثیت کو ختم کر کے اس کو وفاق المساجد اور وفاق المدارس کے تحت دیا جائے۔تمام نجی مساجد ومدارس کمیٹیوں کو ختم کر کے ان کو ایک ہی وفاق کے تحت منظّم کیا جائے۔

انتخاب: محمد یوسف شاد

''دین اسلام''

(مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ)

● عام قیاس یہی ہے کہ ایک وقت میں دو کام اور ایک لمحہ میں دو دھیان نہیں ہو سکتے۔ اس لئے بعض کے نزدیک ہر وقت خدا کے دھیان سے دنیا کے کام میں خلل کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہ اندیشے قطعی غلط ہیں۔

● نماز اور ذکر سے دل دنیا سے ضرور اُچاٹ ہو جاتا ہے لیکن دنیا کے کام میں دل بستگی زیادہ ہونی چاہیے' دنیا سے دل اُچاٹ ہوگا' خود غرضی' شہرت' نام اور نمود پر مرنا کم ہو جائے گا اور مخلوقِ خدا کی بے غرضانہ خدمت کا پاک جذبہ ترقی کرے گا۔

● نماز دل میں اطمینان کی ٹھنڈک پیدا کرتی ہے جس سے جوانی کا جوش فرو ہوتا ہے۔

● ملک' قوم اور شہنشاہ کی بنا پر لوگ اپنے اور لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی اللہ کی محبت کی کسوٹی ہے۔ ہم دوست اور دشمن کے عمل کو اسی پر پرکھتے ہیں جو غیر اللہ کی محبت کے لیے عمل ہے' وہ کھوٹا ہے۔ جب دل میں کوئی کمزوری آئے تو پھر اُسی سرکار کی طرف لوٹ جائیں اور سجدوں میں پڑ کر اس سے برکت اور توفیق مانگیں۔ اس کی یاد کو دلوں میں زندہ رکھنے اور نیک کاموں کی توفیق چاہنے کا نام نماز ہے' نماز کے بغیر شیطان خدا کی یاد بھلا دیتا ہے اور اپنے آرام کے لیے مخلوق خدا کا امن لُوٹ لینے پر آمادہ کرتا ہے۔

● پاک دامن بیوی ساری دنیا کے سو جانے پر پردیسی پیا کی یاد میں چپکے روتی ہے دن بھر اداسیوں میں انگڑائیاں لیتی ہے مگر بے قراریاں اور آہ وزاریاں بھی دلفریب ہیں۔ محبت تاروں کی خوشی اور پھولوں کی ہنسی ہے۔ محبت کے بغیر زندگی ساز بے آواز ہے لیکن کسی نے سوچا کہ ان پاک جذبات کا پروردگار کون ہے؟ سوچے گا اور جب سوچے گا سبحانک اللھم وبحمدک پکار اٹھے گا۔

● عقل علم سے پوچھتی ہے' نام میں برکت کیا چیز ہے جس نے کبھی محبت نہیں کی وہ نہیں جانتا کہ محبوب کے ذکر و فکر میں کیا برکت ہے' اس سرور و سرمستی کو کوئی مسرور محبت ہی جانے۔ ذکر الٰہی میں ایک بابرکت گھڑی ایسی آجاتی ہے جب کھڑے کھڑے دل پر ایمان و یقین روح پرور ہوائیں چلنے لگتی ہیں پل بھر میں معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی کا بنجر گلزار پُر بہار ہو گیا۔

● آم کی حلاوت کو کوئی لفظوں میں کیونکر بیان کرے' محبوب کی محبت کے سرور کو نا آشنا سے کوئی کیا کہے کہ ایسا ہوتا ہے۔ کوئی کسی کو کیسے سمجھائے کہ پیاروں کے پیار کے مقابلہ میں بہشت کی رنگینیاں پھیکی ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ اچانک کسی بے نیاز

کی بارگاہِ ناز سے راز و نیاز کا کوئی جانفزا پیغام آ گیا ہو اور کوئی دیدار کی مسرتوں اور ہم نشینی کی لذتوں میں کھویا کھویا ہو‘ کیا کیا جائے‘ روحانی خوشی کی انتہا کامیاب محبت ہی قریبی تخیل ہے۔

● دنیا کی دولت‘ ملکوں کی سلطنت تو سیدھے راہ کی بلند بُرجیاں ہیں لیکن صراطِ مستقیم اس کی جلوہ گاہ ناز پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں اس کا حُسن و جمال‘ خوبی و کمال فطرت کے دل آویز پردوں میں چھپا نہیں رہتا بلکہ حُسن کی سرکار محبت کا پیغام پہنچاتا ہے اور کبھی محبوب کے رنگین نظارے دل کی دنیا کو اس کے انوار سے جگمگا دیتے ہیں۔ اسی نظارے کی دلفریبیاں یاں تیرے عمل کی آرائش پر منحصر ہیں۔ دل کا آئینہ حُسنِ عمل سے جتنا صاف کیا ہو گا اُسی نسبت سے حُسن کے پروردگار کے نور وسرود میں گوندھی جھلک محو جمال رکھے گی۔

● ہر مذہب کی زبان میں عبادت سے محض محبت کا مفہوم لیا جاتا ہے‘ اس لیے پریت کے گیت سے عشق کی سرشاریوں میں اضافہ کیا جاتا ہے عباداتِ اسلامی میں محض محبت ہی کی کارفرمائی نہیں ہے بلکہ حکم برداریوں میں پُر جوش مجاہد کی طرح خاک اور خون کی بازی کھیلنے کے لیے ہر آن آمادہ رہنا پڑتا ہے۔

● اسلام میں انعام یافتہ لوگوں کا تصور یہ ہے کہ وہ محبوب کی محبت میں آرام حرام کر لیتے ہیں۔ آدھی رات کو وہ خدا کی حمد و تقدیس بیان کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ محبوب نے اپنے جلال و جمال کو چھپانے کے لیے صنعتوں کے جوذ دلفریب پردے روئے رنگین پر ڈالے ہوئے ہیں ان میں سے جمال جہاں آراء کی ہلکی سی جھلک دیکھ اس کی خیر وخوبی کا والہانہ اعتراف کرتے ہیں۔ کبھی اس کے تصور سے جھک جاتے ہیں اور کبھی زمین پر گر جاتے ہیں۔ ساری رات اسی طرح رکوع وسجود میں کاٹ دیتے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اس کی خوشنودی کا رزق تلاش کرنے نکلتے ہیں۔ ایک پُر جوش مبلغ کی طرح دنیا کے جھوٹے عشق کی گمراہیوں سے لوگوں کو بچاتے ہیں اور انہیں خدا کی سچی محبت کی راہ پر لگاتے ہیں ان کا دل اور دماغ‘ ہاتھ اور پاؤں پروردگار کے حکموں کی تعمیل میں لگے رہتے ہیں۔ جب ذرا تھک جاتے ہیں تو نماز کے لیے لوٹ آتے ہیں‘ تاکہ اس کی محبت کے بہتے چشمے کے پُر بہار کنارے میں ذرا سستا کر اور ہاتھ منہ دھو کر اسی کے نام کے چند میٹھے گیت آیاتِ قرآنی کی صورت میں گا کر تازہ دم ہو لیں۔ پھر منزل سفر پر روانہ ہو جائیں۔

● انعام یافتہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی راہ میں اپنی زندگی دشوار کر لی۔ چولہوں کی راکھ سر پر ڈلوائی‘ پتھر کھائے‘ زخم اٹھائے‘ مگر زمانے میں اپاہجوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھے بلکہ علم وعقل جسم وجان کو اسباب وقوت فراہم کرنے میں لگائے رکھا مبادا حق و باطل سے دب جائے اور یوں حق کی رسوائی ہو‘ وہ چڑیوں کو باز سے لڑانے‘ زیردستوں کو زبردستوں سے ٹکرانے کا عزم لے کر اٹھتے ہیں‘ وہ گرداب بلا میں اپنے بچاؤ کی نہیں سوچتے بلکہ جان کو جہاز سمجھ کر سب کا بوجھ خود اٹھا کر چلتے ہیں اور ساتھ ساتھ دعاؤں سے توفیق چاہتے ہیں کہ کسی طرح قوم کی کشتی سلامتی کے کنارے لگے۔

اطہر ہاشمی

تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں......

ترقی یافتہ ممالک میں بڑی تشویش ہے کہ غریب ممالک کی آبادی بڑھتی چلی جارہی ہے۔ چنانچہ وہاں آبادی کم کرنے کے لیے کثیر رقم ان امیر ممالک کو صرف کرنا پڑ رہی ہے۔ خود امریکہ بھی مختلف طریقوں سے آبادی کم کر رہا ہے۔ مثلاً افغانستان اور عراق میں بڑی کوششوں سے لاکھوں افراد کو کم کیا ہے۔ بہر حال ایک ترقی یافتہ ملک میں اسی مسئلہ پر کانفرنس ہو رہی تھی۔ مقرر نے بتایا کہ ایک عورت ہر سیکنڈ بعد ایک بچے کو جنم دیتی ہے' اس کو روکنے کے لیے کیا کیا جائے؟ حاضرین میں سے جواب آیا ''اس عورت کو تلاش کر کے سمجھانا چاہیے۔''

یقیناً مسئلہ کا یہی حل ہے۔ چنانچہ ایک عالم دین نے وزیر مملکت برائے مذہبی امور برخوردار عامر لیاقت کی طرف سے مدارس اور مولویوں پر الزامات کے جواب میں کہا ہے کہ وہ قاری عبدالقدوس کو تلاش کریں، سب مولویوں سے تو اپنا انتقام نہ لیں۔ عزیزم وزیر مملکت ہیں' یہ کام آسانی سے کر سکتے ہیں۔

ہمیں یہ اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کہ کس کو کیا وزارت دی گئی اور کسے وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ یہ تو بیرون ملک اور اندرون ملک بڑی طاقتوں اور ان کے اسیروں کا کام ہے۔ لیکن کم از کم مذہبی امور اور وہ بھی اسلام کے امور' ایسا شعبہ ہے کہ جو کسی دین دار شخصیت کو یا ایسے شخص کو دینا مناسب ہوتا جسے دین اسلام کے بارے میں کچھ بنیادی علم بھی ہو۔ سیاسی دباؤ اور اپنے حلیفوں کو خوش رکھنے کے لیے تمام وزارتیں قرعہ اندازی کے ذریعے بانٹی جا سکتی ہیں۔ حتیٰ کہ خورشید محمود قصوری کو وزیر خارجہ اور فیصل صالح حیات پھر آفتاب شیر پاؤ کو وزیر داخلہ بھی بنایا جا سکتا ہے کہ آہستہ آہستہ کچھ نہ کچھ سیکھ ہی جائیں گے۔ نہ بھی سیکھیں تو زیادہ سے مزید دنیاوی نقصان پہنچ جائے گا اور اب کیا رہا کہ رقیبوں کا ڈر کریں لیکن ایک مسلمان کے لیے اس کا دین ایسی چیز ہے کہ وہ اس میں کسی قسم کا رخنہ برداشت نہیں کر سکتا۔ ٹرینٹی کالج سے اسلامک اسٹڈیز میں ایم اے اور صرف ۲۰ دن بعد پی ایچ ڈی کر لینے سے دین کا علم نہیں آ سکتا۔ وہ بھی اس صورت میں جب ٹرینٹی کالج میں اسلامیات کا مضمون پڑھایا ہی نہیں جاتا۔ لیکن یہ بھی ہمارا دردِ سر نہیں۔ حکومت نے یقیناً ڈگریوں کی خوب چھان بین کر لی ہوگی اور یہ بھی معلوم کر لیا ہوگا کہ کس عرصہ میں ایک غیر ملکی کالج میں تعلیم حاصل کی گئی' مگر ہمیں کیا۔

عامر لیاقت حسین خوبرو ہیں، جوانِ رعنا ہیں، انہیں کہاں ایسے معاملات میں پھنسا دیا گیا جن سے ان کا تعلق محض اتنا ہے کہ ایک ٹی وی چینل پر وہ کچھ دیر علماء کے ساتھ بیٹھ رہتے اور نعت پڑھ کر اٹھ جاتے ہیں۔ خود اگر کچھ بولتے بھی ہیں تو اسلامیات میں پی ایچ ڈی کا بھرم بھی جاتا ہے۔ اس سطح پر اسلامیات کے ایک اسکالر کو صحابہ کرام (رضی اللہ

عنہم) کا نام تو صحیح معلوم ہونا چاہیے۔ مثلاً ایک پروگرام میں انہوں نے انکشاف کیا کہ ''شرجیل'' نام کے ایک صحابی تھے۔ ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ان صحابی کا نام شرجیل نہیں بلکہ شرحبیل (شرح بیل) ہے...... یہ تو خیر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا معاملہ ہے۔ انہوں نے تو جگر مراد آبادی کا مشہور مصرعہ ''میرا پیغام محبت ہے' جہاں تک پہنچے'' علامہ اقبالؒ کے کھاتے میں ڈال دیا اور کام اس دن کیا جب ان کے قائدِ تحریک علامہ اقبالؒ کے بارے میں اپنے نادر خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ ہمارا مشورہ ہے کہ عامر لیاقت کی ظاہری اہلیت کو دیکھتے ہوئے انہیں وزارت ثقافت یا امور نوجوانان کی وزارت دے دی جائے۔ مگر ہمارا مشورہ کوئی مانتا نہیں۔ احتیاطاً انہیں مدارس اور مولویوں سے دور رکھا جائے۔

موصوف نے دعویٰ کیا ہے کہ مولویوں اور مدارس کے ذریعے ایڈز کی بیماری پھیل رہی ہے۔ یہ پتہ نہیں ان کا مشاہدہ ہے، تحقیق ہے یا کیا ہے۔ بنیاد اس دعوے کی یہ ہے کہ مدارس میں مولوی حضرات بچوں پر جنسی تشدد کرتے ہیں۔ ہالی وڈ کا مشہور اداکار راک ہڈسن پتہ نہیں کس مدرسے کا طالب علم اور کس مولوی کا شکار رہا ہوگا اور وہی کیا یورپ و امریکہ کی اقوام میں جس تیزی سے یہ مرض پھیل رہا ہے۔ شاید اس کی اصل وجہ پاکستان کے مدارس اور مولوی ہیں۔ غالباً اسی لیے امریکہ کی ہدایت پر پاکستان کے مدارس کو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ ایڈز پر تو قابو پایا نہیں جا سکا۔ مولویوں اور مدرسوں ہی کو قابو میں کر لیا جائے اور اس میں امریکہ سے ایڈ لینے والے بھرپور معاونت بھی کر رہے ہیں۔

بات صرف مدارس یا کسی خاص طبقہ کی نہیں۔ حضرت لوط علیہ السلام کی تو تقریباً پوری قوم فعلِ بد میں مبتلا تھی۔ جنسی زیادتی یقیناً ایک قبیح فعل ہے۔ مگر اس میں اسکول کے اساتذہ اور عام افراد بھی ملوث ہیں۔ بلکہ کیڈٹ کالجوں کے بارے میں زیادہ شکایات سننے کو ملتی ہیں۔ چند برس پہلے کی بات ہے کراچی کے پولیس ٹریننگ کے چند نوجوان رنگروٹ یہی شکایت لے کر اخبار کے دفتر میں آئے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن کی شادی کسی وجہ سے نہیں ہوتی یا سال بھر اپنی بیویوں سے دور رہتے ہیں' وہ اس فعل بد کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ ایک عام آدمی بدفعلی کرتا ہے تو کوئی توجہ بھی نہیں دیتا لیکن کوئی مولوی یہ کام

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس' تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501

کر بیٹھے تو اسے انسان نہیں بلکہ صرف مولوی سمجھ کر مذہب کو بدنام کرنے کی لاشعوری یا شعوری کوشش کی جاتی ہے۔ دوسری طرف ترقی یافتہ سمجھے جانے والے ممالک میں اسے قانونی درجہ دے دیا گیا ہے۔ مردوں کی مردوں سے شادی ہو رہی ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے رومن کیتھولک چرچ کے بڑے بڑے پادری اور کارڈینل پکڑے جا رہے ہیں۔ برطانوی بحریہ کے Gays اپنے حق کے لیے لڑ رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ مدارس اور مولویوں کی وجہ سے ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس طرح مدارس، مساجد اور علماء کرام کو بدنام کرنے کی ایک منظّم سازش کی جا رہی ہے۔ لوگوں کو مذہب سے متنفر کیا جا رہا ہے تا کہ روشن خیال اسلام کی راہ ہموار ہو۔ حکمران طبقہ میں کتنے شرابی اور شباب کے رسیا ہیں۔ کبھی ان کے بارے میں کوئی منہ کھول کر دیکھے لیکن شراب پینا تو ہمارے حکمران طبقہ میں بھی عیب نہیں رہا، فیشن بن گیا ہے، روشن خیالی اور لبرل ازم کی علامت' حالانکہ شراب ام الخبائث ہے۔ عرصہ ہوا غلام مصطفیٰ جتوئی صاحب جیسے بظاہر معقول شخص کا انٹرویو پڑھا تھا جو ایک غیر ملکی صحافی نے لیا تھا۔ اس نے انکشاف کیا کہ جتوئی صاحب دن کا آغاز نہار منہ وہسکی پی کر کرتے ہیں۔ لیکن جتوئی صاحب تو بہت چھوٹے سے سیاستدان تھے۔ بھٹو صاحب نے جلسہ عام میں اپنی اس خوبی کا اعلان کیا تو کیا ان کے حامی اور چیلے چانٹے یہی کچھ کرتے ہوں گے۔ لیکن اس پر کوئی عالم آن لائن زبان نہیں کھولتا۔ آج بھی ایسے ہی ہمارے حکمران ہیں لیکن یہ شاید عیب ہی نہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ خود کو یورپ و امریکہ کی نظر میں معتبر بنانے کے لیے اسلام کی بنیادوں پر حملہ ہو رہا ہے۔ اس کا ثبوت تازہ خبر ہے کہ امریکی محکمہ دفاع پینٹا گون میں غلط بیانی اور فریب دینے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے جس کے ذریعے ان مسجدوں اور مدرسوں کی ساکھ متاثر کی جائے گی جو امریکی مفادات کے خلاف اصولوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ پاکستان میں اس پروگرام کا آغاز گزشتہ برس وزیر دفاع رمزفیلڈ کے خفیہ حکم نامہ سے ہوا۔ پروگرام کے تحت مدرسوں کی عملی سرگرمیاں نہ ہونے پر بھی انہیں نشانہ بنایا جائے گا۔ یہ امریکی اخبار ''نیویارک ٹائمز'' کی رپورٹ ہے۔ پاکستان میں مدارس، مساجد اور علماء کے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے' اس رپورٹ کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ کیوں ہو رہا ہے۔ عامر لیاقت اگر اس میں حصہ ادا کر رہے ہیں تو وہ بے چارے ''مجبور'' ہیں اور ''زخم خوردہ'' بھی۔

اسی اثناء میں حکومتی ترجمان جناب شیخ رشید نے مدارس اور علماء کرام پر اپنے ساتھی عامر لیاقت کے عائد کردہ الزامات پر معذرت کر لی ہے لیکن اس کے جواب میں ایم کیو ایم نے دھمکی دی ہے کہ خود شیخ رشید باز آ جائیں ورنہ وہ بیرون ملک جو اٹکھیلیاں کرتے رہے ہیں' ان کا ریکارڈ' ٹیپ کی صورت میں خفیہ اداروں کے پاس ہے۔ اگر شیخ صاحب غیر ذمہ دارانہ بیانات سے باز نہ آئے تو یہ ٹیپ عوام کے سامنے لے آئے جائیں گے۔ اس غصے کا اظہار عامر لیاقت کے بیانات پر معذرت کے حوالے سے نہیں کیا گیا بلکہ الطاف حسین نظریہ پاکستان اور قائداعظم کے بارے میں اپنے جن نادر خیالات

کا اظہار کر رہے ہیں‘ ان پر شیخ رشید کی تنقید کے جواب میں یہ اٹکھیلیوں والا معاملہ سامنے آیا ہے۔ شیخ صاحب کی معذرت کے بعد تو اب دوسری قسط سامنے آئے گی لیکن یہ بات شاید باعث حیرت نہ ہو کہ خفیہ اداروں کے ٹیپ تک ایم کیو ایم کی ایسی رسائی کس طرح ہوئی کہ وہ ان کو عوام تک پہنچانے پر قادر ہے۔ کیا یہ خفیہ ادارے حکومت کے ہیں یا ایم کیو ایم کی انٹیلی جنس کمیٹی ہیں؟ اس کا جواب خفیہ ادارے ہی دیں گے۔ ہماری دلچسپی تو اس میں ہے کہ شیخ صاحب کی بیرون ملک اٹکھیلیوں کے ٹیپ ہم بھی دیکھیں۔ ویسے تو ایک زمانے میں خفیہ اداروں نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ ان کے پاس قائد تحریک کے حوالے سے بھی ٹیپ موجود ہیں لیکن وہ بھی آج تک سامنے نہیں آئے۔ ایسی چیزیں عام نہیں کی جاتیں بلکہ سنبھال کر رکھی جاتی ہیں تا کہ وقت ضرورت کام آئیں۔ اب دیکھنا ہے کہ شیخ صاحب اپنی اٹکھیلیوں کے بارے میں کیا وضاحت کرتے ہیں۔ ابھی ان پر وہ وقت تو نہیں آیا کہ وہ یہ کہیں ”تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں‘ ہم بے قرار بیٹھے ہیں“

گزشتہ دنوں حکمران مسلم لیگ نے لیگی علماء ومشائخ جمع کئے اور ان کے اجتماع میں ہی شیخ صاحب نے عامر لیاقت کے الزامات پر معذرت کی۔ لیکن ان علماء ومشائخ کا مطالبہ تھا کہ عامر لیاقت کو برطرف کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام شیخ رشید یا مشاہد حسین کے بس کا نہیں۔ وہ ہمارے صدر صاحب کے پسندیدہ ہیں اور صدر صاحب خود لبرل اسلام، روشن خیال اسلام کے مبلغ ہیں۔ جس میں عورتوں کا پردہ ممنوع اور گھروں میں بیٹھنا گناہ ہے۔ ممکن ہے انہی کی شہ پر عامر میاں مدارس اور علماء کے خلاف مہم میں شریک ہوں۔ اس موقع پر ایک عالم نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ”عامر لیاقت بڑا ہی نائق اور نااہل وزیر ہے“ ہمیں اس سے اختلاف ہے۔ ان کے تو نام ہی میں لیاقت شامل ہے اور انہیں جو کام سونپا گیا ہے وہ بڑی لیاقت سے اس پر عمل پیرا ہیں۔

(ہفت روزہ ”تکبیر“ کراچی۔ ۲۲ ردسمبر ۲۰۰۴ء)

مولانا مجاہد الحسینی

مشکل ناموں کی مشکلات

مشکل الفاظ کے نام اکثر موضوع سخن بنے رہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ مستنصر حسین تارڑ سے جب ٹریفک کے ایک سپاہی نے چالان کرنے کی خاطر نام پوچھا تو مشکل نام سن کر سپاہی نے کہا ''اچھا جاؤ! آئندہ احتیاط رکھو۔''

اسی نوعیت کا واقعہ پاکستان کے نامور صحافی جناب ابوسعید بزمی (ایڈیٹر روزنامہ ''احسان'' لاہور) کے ساتھ پیش آیا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے دوران جب ہندوستان کے تمام علاقے ہندو مسلم فسادات کے ہلاکت خیز شعلوں کی زد میں تھے اور بعض شہروں میں قتل و غارت گری کی شدت کے پیش نظر کرفیو نافذ تھا۔ ان دنوں لاہور کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔ ابوسعید بزمی مرحوم کی رہائش گاہ ماڈل ٹاؤن میں تھی۔ ابوسعید نصف شب کے بعد اپنے اخبار کے دفتر سے جب ماڈل ٹاؤن کے موڑ پر پہنچے تو انگریزی حکومت کی گورکھا ملٹری کے سپاہیوں نے بزمی صاحب کو روک کر نام پوچھا۔

بزمی صاحب نے نام بتایا تو گورکھا سپاہی بولا جانے دو ''بھجنی'' ہے۔ (یعنی بھجن گانے والا)

بزمی صاحب نے اپنی کتاب ''جب خون بہہ رہا تھا'' کا انتساب بھی بھجنی کے نام کیا ہے کہ اگر ان سپاہیوں کو معلوم ہو جاتا کہ یہ بزمی ایک مسلمان ہے تو گولی سینے سے پار ہو جاتی۔

بہرنوع مشکل نام کی بہت سی مشکلات سے راقم الحروف کی ادارت میں بیس سال سے اشاعت پذیر ماہنامہ ''صوت الاسلام'' کو بھی گزرنا پڑ رہا ہے کہ ایک روز لاہور میں حکومت پنجاب کے سیکرٹریٹ کے دروازے پر متعین اہلکاروں نے پریس برانچ کے لیے پاس دیتے وقت میرے نام کے ساتھ ایڈیٹر ''سورت الاسلام'' تحریر فرمایا۔ ایسے ہی ایک دوست وفاقی وزیر صاحب کو ان کی خدمت میں وزارت کے عہدے پر متمکن ہونے کی مبارک باد پیش کی تو اس کے جواب میں انہوں نے شکریہ کا جو خط لکھا' اس کا پتا یہ تھا: مولانا مجاہدہ الحسینی ایڈیٹر ماہنامہ ''ساؤتھ الاسلام''

چلئے یہ تو ان کلرک بادشاہوں کی سلجھی ہوئی تحریروں کا کرشمہ ہے' اسے نظر انداز کر دینا چاہیے لیکن اس سلسلے میں سب سے زیادہ قابل توجہ اور لائق رحم حالت ہمارے کچھ دینی مدارس کی ہے کہ ان کے دفاتر میں جو ارباب علم و دانش رونق افروز ہیں' ان کے رشحات قلم کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

جن دنوں ماہنامہ ''صوت الاسلام'' کے تبادلے میں ملک کی بڑی دینی درس گاہ ''جامعہ اشرفیہ'' لاہور کے ماہنامہ ''الحسن'' کی ترسیل جاری تھی تو ''صوت الاسلام'' کے نام کی چٹ یہ تھی: ''مجاہد الحسینی ایڈیٹر ''موت الاسلام'' ۲۵ ر پلید کالونی فیصل آباد۔ جبکہ ''صوت الاسلام'' کا پتا ۶۵ ر بی پیپلز کالونی ہے۔ یاد رہے کہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے ماہنامہ ''الحسن'' کے

نگرانوں اور مدیروں میں مولانا فضل الرحیم صاحب کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ جب میں نے دفتر کو لکھا کہ اسلام کی موت واقع نہیں ہوسکتی، یہ ''صوت الاسلام'' ہے۔ اسلام کی آواز تو زندہ رہے گی نیز فیصل آباد میں کوئی بھی کالونی پلید نہیں بلکہ پیپلز کالونی یعنی عوام کی بستی ہے تو تبادلے میں آنے والا ماہنامہ ''الحسن'' ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ مولانا فضل الرحیم صاحب مشہور علمی وادبی تنظیم ''رابطہ ادب اسلامی پاکستان'' کے ان دنوں صدر بھی ہیں۔ بہر نوع لاہور کے علاوہ کراچی کے ماہنامہ ''الفاروق'' کی طرف سے ''صوت الاسلام'' کے نام کی چٹ ایڈیٹر ماہنامہ ''حیات الاسلام'' ہے۔ ایسے ہی ایک صاحب نے ایڈیٹر ''سوات الاسلام'' تحریر فرمایا اور مجھے سب سے زیادہ اس وقت لطف اندوز ہونے کی سعادت نصیب ہوئی جب ایک صنعت کار نے نہایت گرم جوشی سے اور معصومانہ انداز میں میرا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولانا صاحب بہت بڑے عالم دین ہیں، کئی کتابیں بھی انہوں نے چھاپی ہیں' ان کا ایک رسالہ بھی نکلتا ہے کیا نام ہے اس کا ''صلوٰت وسلام'' اور جن سے میرا تعارف کرایا جا رہا تھا' وہ بار بار سر جھکا کر ''ماشاء اللہ ماشاء اللہ'' کے الفاظ سے مجھے داد تحسین دیتے رہے۔

اسی نوعیت کا واقعہ ایک پیر صاحب سے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنے مریدانِ باصفا سے ملنے کو روانہ ہوئے تو ریل گاڑی حسب معمول لیٹ ہوگئی۔ نصف شب کو منزل مقصود کے سٹیشن پر پہنچے تو زور کی بارش ہو رہی تھی، سخت سردی کا موسم، ژالہ باری کی وجہ سے فضا ٹھٹھر گئی تھی۔ ایسے میں سوچا کہ رات ہوگئی ہے' مرید کی رہائش گاہ کے بجائے کسی ہوٹل میں ہی وقت گزار لیتے ہیں۔ سٹیشن کے سامنے ہوٹل کے استقبالیہ میں پیر صاحب کے خادم نے مدعا بیان کیا تو ہوٹل کے منیجر نے نام پوچھا کہ قدوۃ السالکین، نور العارفین، عمدۃ المتکلمین، اعلیٰ حضرت سرکار پیر نجم الدین نقشبندی، چشتی، سہروردی مدظلہ العالی اور یہ خادم پر تقصیر، کفش بگیر نور علی بھگیانوی ہیں۔ منیجر نے نام سن کر کہا کہ اتنے آدمیوں کے لیے کمرے خالی نہیں ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کے روزنامہ ''زمیندار'' لاہور میں پٹی ضلع امرتسر کے علاؤ الدین چشتی ''حاجی لق لق'' کے نام سے مزاحیہ کالم لکھا کرتے تھے۔ ایک ملاقات میں انہوں نے بھی شکوہ کیا کہ میرے نام آنے والے خطوط میں کوئی مجھے ''لق لق'' اور ''لک لک'' لکھتا ہے، کوئی ''لق لق'' کے معنی پوچھتا ہے، روزانہ بے تکی ڈاک پڑھ کر تنگ آ گیا ہوں۔ حاجی لق لق لاہور کی گوالمنڈی میں رہائش پذیر تھے۔ زندگی کے آخری دنوں میں کانوں میں تکلیف کے باعث بہرے ہوگئے تھے۔ میں نے بلند آواز سے پوچھا: ''حاجی صاحب! آج کل کیا لکھ رہے ہیں؟'' بولے: آج کی رباعی ہے:

خبر اے پی پی نے دی با رنج و یاس
کوئی بھی اس وقت نہ تھا آس پاس
پورے ستر سال کی گھس گھس کے بعد
حاجی لق لق کر گئے بارڈر کراس

علامہ حسین میر کاشمیری کا شمار پاکستان کے ان ادیبوں اور شاعروں میں ہوتا ہے' جو اردو زبان کی مزاح نویسی میں منفرد اسلوب سے متصف ہیں۔ان کے کلام بلاغت مقام کی بابت لاہور کے مجلّات وجرائد میں ان کا تذکرہ جاری رہتا ہے۔چنانچہ مشہور ڈائجسٹ کا علامہ حسین میر کی شخصیت پر ضخیم نمبر بھی شائع ہوا تھا۔علامہ حسین میر' مولانا ظفرعلی خان کے دورِادارت میں مدیر مخابرات تھے۔ان کا اپنا رسالہ ''ضیافت پنچ'' کے نام سے شائع ہوتا تھا۔زندگی کے آخری دور میں وہ اکثر دفتر روزنامہ ''آزاد'' لاہور کو رونق بخشتے تھے۔انہوں نے اپنی بیٹی آسیہ (جو اللہ کے فضل سے ان دنوں لاہور کی مشہور ڈاکٹر ہیں) کا کسی کالج میں داخلے کا واقعہ سنایا کہ جب میں نے کالج کی انگریز پرنسپل کو نام بتایا تو کچھ فکرمند دکھائی دیں۔میں نے برجستہ کہا: ''میڈم! آپ پریشان نہ ہوں' انگریزی لکھو' ایشیا'' اور پڑھو'' آسیہ'' اس پر میڈم مسکرادیں۔

قیام پاکستان سے پہلے علامہ حسین میر امرتسر میں رہائش پذیر تھے اور حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی صحبت میں حاضری کا اکثر موقع ملتا رہتا تھا۔آزادی کے بعد لاہور آگئے تو جب بھی حضرت شاہ صاحب لاہور میں تشریف لاتے تو علامہ حسین میر باقاعدگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوتے تھے۔حضرت امیر شریعتؒ سے شرف ملاقات پانے والوں میں ایک سیف علی نامی مشہور کارکن بھی تھے۔ایک روز وہ آئے تو اتفاق سے علامہ حسین میر بھی مجلس میں موجود تھے۔

شاہ صاحب نے سیف علی کو دیکھتے ہی پوچھا: ''سیف علی! اتنے دن کہاں رہے؟'' سیف علی ابھی جواب دینے نہ پائے تھے کہ فوراً علامہ حسین میر نے شاہ صاحب سے مخاطب ہوکر کہا: ''شاہ جی! اسے کہو کہ اپنا نام تبدیل کرکے ''سیف علی'' کی بجائے ''بندوق علی'' رکھ لے کیونکہ سیف (تلوار) کا زمانہ چلا گیا' اب تو بندوق کا زمانہ آگیا ہے۔اس پر ساری مجلس کشتِ زعفران بن گئی۔علامہ حسین میر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: ''شاہ جی! اگر علامہ اقبال زندہ ہوتے تو انہیں بھی اپنا یہ شعر تبدیل کردینے پر مجبور کردیتا:

آتجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
''شمیر و سناں'' اوّل طاؤس و رباب آخر

آپ ہی بتایئے ''شمیر وسناں'' کی آج کتنی وقعت اور حیثیت رہ گئی ہے؟ شعر اس طرح ہونا چاہیے:

آتجھ کو بتاؤں میں تقدیر اُمم کیا ہے؟
توپ اور تفنگ اوّل 'برسائے جو بم آخر

اور اپنے مخصوص مزاحیہ انداز میں اس شعر کی ایک پیروڈی اس طرح بھی کی کہ:

آتجھ کو بتاؤں میں تصویرِ بلم کیا ہے
ہے کلچہ کباب اوّل ،ہے کلچہ کباب آخر

عینک فریدی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆۵۰۰ بچوں سے مولویوں کی زیادتی کی تحقیقات ہورہی ہیں۔(وزیر مملکت ڈاکٹر عامر لیاقت حسین)

● اپنے اوپر آنچ نہیں آنے دیتے صاف مکر جاتے ہو دل میلا کر کے
تم تو گئے تھے باتھ میں صرف نہانے کو اتنی مدت بعد آئے ہو کیا کر کے

☆مفتی ٹیکسی کا رنہ دینے پر تھانیدار کا ڈرائیور پر تشدد۔(ایک خبر)

● تمہی نادم نہیں اپنے کئے پر اسے بھی شرمساری ہو رہی ہے

☆نقاب میں چھپی خواتین' نظریہ اسلام کی پسماندہ تصور کشی کرتی ہیں۔(پرویز مشرف)

● واہ! روشن اسلام کی تصویر تو صہبا پرویز پیش کر رہی ہے۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

☆کسی کو ڈاکٹر عبدالقدیر سے تحقیقات کی اجازت نہیں دی جائے گی۔(مسعود خان)

● ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے تحقیقات کی اجازت مل گئی۔(ایٹمی توانائی ایجنسی)

☆صدر کا مرتبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔(پرویز مشرف)

● اللہ تم سے یہ مرتبہ چھین لے۔(آمین)

☆میں چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نافذ کر کے ساری قوم کے غریبوں کو ٹنڈا بنادوں؟(پرویز مشرف)

● ساری قوم کے غریب چور ہیں؟ چوروی کہندے چورو چور

☆بچپن میں کسی بڑے یا تلخ تجربے کا شکار نہیں ہوا۔ پروفیسر ابراہیم کا الزام ناشائستہ ہے۔(وزیر مملکت عامر لیاقت حسین)

● سامنے آکر بات کرو تو پتہ چلے آتی ہے آواز تمہاری کونے سے

☆حکومت کے اقدامات کے نتیجے میں ملک سے غربت ختم کرنے میں مدد مل رہی ہے۔(پرویز مشرف)

● وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا ہی نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے 'لیلیٰ نظر آتا ہے

☆قرآن مجید محلے کی خالہ سے پڑھا' کسی مولوی عبدالقدوس سے نہیں۔(ڈاکٹر عامر لیاقت حسین)

● چل' جھوٹے کہیں کے۔

☆زرداری کی رہائی، پھر گرفتاری، پھر رہائی۔(ایک خبر)

● کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے سنٹ پرسنٹ تیری دہائی ہے

سید محمد عمر شاہ بخاری
(مرکز سراجیہ۔لاہور)

کمپیوٹر کی ضرورت واہمیت

جس طرح گلشن کی پہچان پھول سے اور ادب کی شناخت زبان سے ہوتی ہے اسی طرح اکیسویں صدی کی ابتداء کمپیوٹر سے ہوتی ہے۔......اگر یہ کہا جائے کہ کمپیوٹر اکیسویں صدی کی پہچان ہے تو یہ غلط نہیں ہوگا۔کمپیوٹر ایک ایسی حیرت انگیز مشین ہے، جس نے دنیا کو اپنا پرستار بنالیا ہے۔اسے آپ طلسم جام جم کہیں یا دنیا کا آٹھواں عجوبہ'اسی نے اپنے ساحرانہ وجود سے دنیا کو متاثر کیا ہے۔اس کا منہ بولتا ثبوت ہمارے گھروں' دفتروں اور دکانوں میں پڑے کمپیوٹرز ہیں۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے کوئی دشواری نہیں ہوگی کہ کمپیوٹر اس صدی کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

کمپیوٹر کے فوائد: سورج کو چھونا' ہوا کو دیکھنا ناممکن ہے اسی طرح کمپیوٹر کے فوائد گنوانا مشکل ہے۔کیونکہ انسان اپنی عقل وذہانت سے کمپیوٹر سے کام لے سکتا ہے۔قارئین کی تشفی کے لیے چند فوائد پیش ہیں۔

(۱) لباس تیار کرنے والی فیکٹریوں میں بھی کمپیوٹر استعمال ہورہا ہے' خاص طور پر جدید قسم کے ڈیزائن کمپیوٹر کے ذریعے بنائے جاتے ہیں۔

(۲) کمپیوٹر کو تعلیمی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور کمپیوٹر ایک استاد کے طور پر کام کررہا ہے۔کمپیوٹر سے سوالات کیے جاتے ہیں اور وہ ان کے جوابات دے سکتا ہے' جو کہ اس میں فیڈ کیے گئے ہوں۔یہ بات ٹھیک ہے کہ کمپیوٹر استاد کی جگہ نہیں لے سکتا مگر ایک طالب علم کی مدد ضرور کرسکتا ہے۔

(۳) کمپیوٹر دفتروں میں حساب کتاب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۴) بڑی صنعتوں میں پارٹس کی کٹنگ کے لیے کمپیوٹرائزڈ مشینوں کو استعمال میں لایا جارہا ہے' جس کی مدد سے سائز میں کمی بیشی کی ممکنہ حالت ختم اور پرزہ بالکل صحیح حالت میں تیار ہوجاتا ہے۔مثال کے طور پر کراچی شپ یارڈ میں لوہا کاٹنے والی مشین کو کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مشین دی ہوئی ڈرائنگ کو پڑھ کر خود سائز کے مطابق کاٹ دیتی ہے۔

(۵) مختلف صنعتوں میں کمپیوٹر کو کسی بھی نظام اور طریقہ کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر سٹیل مل میں کمپیوٹر کو ان آلات کے ساتھ منسلک کردیا جاتا ہے' جن کے ذریعے سٹیل بنانے والی بھٹی کے درجہ حرارت کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔لوہے کو پگھلانے اور اس سے متعلقہ مصنوعات کی کوالٹی اور فنشنگ کمپیوٹر کے ذریعے زیادہ بہتر طریقے سے کی جاتی ہے۔اس طرح فائر گلاس تیار کرنے والی فیکٹری میں' کمپیوٹر گلاس تیار کرنے والی بھٹی کے عمل کو خود کنٹرول کرتا ہے' جس کی وجہ سے سائز اور معیار بالکل صحیح رہتا ہے۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● کتاب: صحابہ کرام کا اسلوب دعوت وتبلیغ مصنف: پروفیسر محمد اکرم ورک

ضخامت: ۳۵۲ صفحات قیمت: ۱۳۵ روپے ناشر: مکتبہ جمال کرم ۹ مرکز الاویس سستا ہوٹل دربار مارکیٹ ۔ لاہور

جیسا کہ کتاب کے نام سے عیاں ہے اس میں مختلف صحابہ کرام کے طرز تبلیغ اور اسلوبِ دعوت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ نبوت' حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہے۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا تبلیغ دین کی ذمہ داری اب امت کا فریضہ ہے۔ جس طرح رسولِ کریم ﷺ نے امت کے سامنے حق کی گواہی دی اسی طرح اس امت کو دوسروں کے سامنے حق کی گواہی دینا ہوگی۔ گویا تبلیغ دین کا فریضہ اب امت کے ہر فرد پر لازم ہے۔ یہ صرف اور صرف علماء کا کام نہیں ۔ دین کی باتوں کا دوسروں تک ابلاغ بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ نے اسلامی تعلیمات کو صرف اپنے تک محدود نہیں رکھا' اسی طرح قرآن مجید کے مطابق نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اسوۂ رسول اکرم ﷺ کا نمونہ کامل تھے۔ جس طرح انہوں نے حکمت وموعظت کے ساتھ اسلام کی دعوت وتبلیغ کے فریضے کو ادا کیا' وہی طریقہ واسلوب آج بھی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس کتاب میں اسی عنوان کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے داعیان اسلام کے لیے یہ ایک راہنما کتاب ہے۔ (تبصرہ: ابوالادیب)

● جریدہ: ماہنامہ ''ساحل'' کراچی مدیر اعلیٰ: خالد بن حسن

ضخامت: ۹۴ صفحات قیمت: ۱۰ روپے دفتر رابطہ: بی ۴۲۶' سیکٹر الیون اے نارتھ ناظم آباد۔ کراچی

ماہنامہ ''ساحل'' کا یہ شمارہ ایک طویل تعطّل کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ اس میں مستقل موضوعات پر تحریریں شامل ہیں۔ جن میں بنیادی نوعیت کے مسائل، عالمی سطح پر امتِ مسلمہ کو درپیش مشکلات کا حل پیش کیا گیا ہے۔ عہد حاضر کے ادیبوں نے تمام مغربی اصطلاحات کو مشرقی تہذیب میں ڈھال دینے کا تہیہ کر رکھا ہے اور اس کو وہ زمانے کی ترقی تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ مشرق کی تباہی کی سب سے بڑی وجہ اس میں مضمر ہے کہ وہ مغرب کی تقلید میں بگٹٹ ہو رہا ہے۔ اس جریدے میں مغربی فکر وفلسفہ اور مغربی اصطلاحات کا ناقدانہ جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ نظام کیا ہے؟ مغرب اور اسلام کا تصور خیر اور حق ،فلسفۂ جمہوریت کا محاکمہ ،مغربی استعمار اور امتِ مسلمہ کی ذمہ داری اس شمارے کے خاص اور نہایت وقیع تحقیقی مضامین ہیں۔ اس سے پہلے ''ساحل'' اپنے مختلف شماروں میں درج ذیل موضوعات پر مشتمل قابل قدر تحریریں پیش کر چکا ہے۔ مساجد، مدارس اسلام کی طاقت کے اصل مراکز ہیں' این جی اوز کا [redacted]

سے زیادہ ہے‘ بلاسود بنکاری کے نام پر منصوبے اصلاً سودی بنکاری ہیں۔امریکہ دنیا کی تاریخ کا بدترین مگر بزدل ترین دہشت گرد‘ ضلعی حکومتوں کا نظام عالمی استعماری منصوبہ، شادی کی تقریبات میں بوہری فرقے کی زبردست اسلامی روایات‘ مشرق کا اصل مسئلہ کہ وہ مغرب بنتا جارہا ہے‘ دہشت گردی کے خلاف دہشت گردوں کا اتحاد (افغانستان کے خلاف جنگ) روس چین امریکہ دس کروڑ انسان قتل کر چکے‘ طالبان یا امریکہ...... تیسرا رستہ کوئی نہیں‘ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے حادثے میں چار ہزار یہودی کیسے بچ گئے؟ ان وقیع موضوعات پر مشتمل شمارے شائع کرنے پر ’’ساحل‘‘ کے مدیر اعلیٰ خالد بن حسن اور مدیران اشرف لودھی اور محمد طارق کی ہمت وکاوش قابل صد تحسین ہے۔(تبصرہ: ابوالادیب)

● کتاب: ورلڈ آرڈر اور پاکستان مصنف: عبدالرشید ارشد

ضخامت: ۱۸۸ صفحات قیمت: ۲۵ روپے ناشر: النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ۔جوہر آباد

جب سے دنیا وجود میں آئی ہے ہر دور کے حکمران نے ورلڈ آرڈر جاری کئے۔نمرود‘ شداد‘ فرعون سے لے کر کلنٹن بش تک سب ایسے ہی منہ زور حکمرانوں کا ایک تسلسل ہے اور ان سب کا نعرہ ایک ہی رہا کہ ہم یہ سب کچھ بہبود کے لیے کررہے ہیں۔اس کے نفاذ کے بعد دنیا میں امن وسکون کا دور دورہ ہوگا‘ مگر زمانے کی نظر نے دیکھا اور ماضی حال اس بات کا شاہد ہے کہ انسانیت خسارے میں ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ورلڈ آرڈر کے بانی کے پیش نظر صرف اپنی حکمرانی‘ اپنی انائیت یا اس سے تھوڑا آگے اپنی قوم کے مفادات تھے اور آج بھی ہیں۔محدود سوچ رکھنے والا انسان کبھی اپنے خول سے باہر آکر کسی دوسرے کے لیے ایسا ورلڈ آرڈر بنائے جس سے دوسرے لوگ بھی وہی کچھ حاصل کریں ناممکن ہے۔عقل ودانش سے قریب یہی بات نظر آتی ہے کہ انسانی فلاح کے لیے وہی ورلڈ آرڈر صحیح ثابت ہوسکتا ہے جو انسان کے خالق نے اس کے لیے وضع کیا ہے۔جو اپنی تخلیق کی فطری خوبیوں اور خامیوں سے مکمل طور پر آگاہ ہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ انسان کی گزری ہوئی زندگی اور آنے والے حالات سے بھی باخبر ہو۔

کتاب زیرنظر میں مختلف مضامین اسی حوالے سے سیر حاصل بحث کی گئی اور اس بات کی آگاہی کی ایک بہت ہی بلند پایہ کاوش ہے۔جناب عبدالرشید ارشد ایک کہنہ مشق اور صحیح الفکر لکھاری ہیں۔یہودیت وعیسائیت کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اور منصوبہ بندیاں اُن کی تنقید وتحقیق کے خاص موضوعات ہیں۔اس کتاب میں بھی یہی روح کارفرما ہے ۔محترم عبدالرشید ارشد اس قابل قدر کوشش کے لیے بلاشبہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔(تبصرہ: ابوالادیب)

● علمائے دیوبند‘ عہد ساز شخصیات مرتب: مولانا مجاہد الحسینی

ضخامت: ۴۰۰ صفحات قیمت: ۳۰۰ روپے ناشر: سیرت مرکز۔۶۵ بی پیپلز کالونی فیصل آباد

مولانا مجاہد الحسینی ایک کہنہ مشق صحافی، متبحر عالم دین اور اسلاف کی روایات کے امین ہیں۔علامہ شبیر احمد عثمانی،

علامہ شمس الحق افغانی اور مولانا خیر محمد جالندھری رحمہم اللہ جیسے اساتذہ سے کسب فیض کے بعد عملی زندگی میں آئے تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے دامنِ شفقت سے وابستہ ہوگئے۔ سرخ قمیص زیب تن کی اور افق احرار پر چمکنے لگے۔ جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ آپ کے ہم درس اور دوست تھے۔ شعروادب، تاریخ وسیرت اور صحافت وسیاست سے انہیں خاص شغف تھا اور یہی ذوق انہوں نے مجاہد صاحب میں منتقل کیا۔ خود مجاہد صاحب کے بقول سید ابوذر بخاریؒ نے انہیں ''محمد یوسف سے ''مجاہد الحسینی'' بنادیا۔ جسے وہ ''جمالِ ہم نشین'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

مولانا مجاہد الحسینی، مجلس احرار اسلام کے ترجمان روزنامہ آزاد اور روزنامہ نوائے پاکستان کے ایڈیٹر رہے۔ مولانا سید ابوذر بخاری کی قائم کردہ ''نادیۃ الادب الاسلامی'' کے تاسیسی رکن رہے اور پھر سید ابوذر بخاریؒ کی زیرادارت نکلنے والے ادبی، تاریخی اور فکری مجلّے سہ ماہی ''مستقبل'' کے رفیقِ فکر رہے۔ ان اداروں میں کام کی بدولت مولانا مجاہد الحسینی کی تحریری صلاحیتوں کو پھلنے پھولنے اور نکھرنے کا موقع ملا اور انہوں نے اپنے گردوپیش، رفقاء فکر کی ہم نشینی اور اکابر احرار کی قیادت وسیادت سے خوب استفادہ کیا۔ وہ آج جس مقام پر ہیں اس میں ان کے اور ہمارے مشترکہ بزرگوں کی دعاؤں اور تربیت کا حصہ وافر ہے۔

مولانا مجاہد الحسینی تقریباً ایک درجن کتابوں کے مؤلف ومرتب ہیں۔ ان کی تازہ تالیف ''علماء دیوبند، عہد ساز شخصیات'' اس وقت پیش نظر ہے۔ اس میں جن عہد ساز شخصیتوں کا ذکر ہے وہ اپنے کردار وعمل کے حوالے سے اتنے طاقتور ہیں کہ ان کے بعد ان کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، حافظ ضامن شہید، شیخ الہند محمود حسن، علامہ انور شاہ کاشمیری، شاہ عبدالقادر رائے پوری، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزاد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مفتی کفایت اللہ، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مفتی محمد حسن، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا محمد عبداللہ (خانقاہ سراجیہ)، مولانا محمد گل شیر شہید، مولانا محمد حیات، مولانا سید ابوذر بخاری رحمہم اللہ اور ایسی ہی بیسیوں نادر شخصیتوں کے تذکار وواقعات اس کتاب کے صفحات کی زینت ہیں۔ اکثر مضامین مولانا مجاہد الحسینی کے قلم سے ہیں اور باقی دیگر اہل قلم کی کاوشیں ہیں۔ بعض اکابر کے خطوط اور دیگر تحریروں کا عکس بھی شامل کتاب ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت وافادیت بڑھ گئی ہے۔ ایک کمی جو شدت سے محسوس کی گئی کہ بعض اکابر کے سوادِ تحریر کے متعلق کوئی تفصیل درج نہیں۔ مثلاً صفحہ ۷۸ پر مولانا سید حسین احمد مدنی کی تحریر، صفحہ ۸۳، ۸۴، ۸۵ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے غیر مطبوعہ خطوط، صفحہ ۱۲۵ پر حضرت مفتی کفایت اللہ کا عکس تحریر، اسی طرح دیگر کئی تحریریں اپنے پس منظر اور تفصیل وتشریح کی متقاضی ہیں۔

ادارہ

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

بورے والا (رپورٹ: نوید احمد۔ ۹ر دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کہا ہے کہ حکمرانوں کے باطل نظریات کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ وہ شعائر اللہ کی توہین کر کے اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں اور ملک دشمن عناصر کی سرپرستی کر کے دوقومی نظریے کی نفی کر رہے ہیں۔ وہ مسجد امیر معاویہؓ غنی ٹاؤن بورے والا میں ایک دینی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنما مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا عبدالنعیم نعمانی اور قاری ظہور احمد نے بھی خطاب کیا۔ سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال نہ کیا تو حکمرانوں کا اپنا خانہ خراب ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ غرور و تکبر اور طاقت و اقتدار کے نشے میں مدہوش حکمران اور دین دشمن قوتیں آخر کار ناکام و نامراد ہوں گی اور مظلوم مسلمانوں پر ظلم و ستم روا رکھنے والے اپنے انجام بد کو پہنچ کر رہیں گے۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری نے کہا کہ برصغیر کی برطانوی سامراج سے آزادی اور فتنۂ قادیانیت کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانے کے لیے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور ان کی جماعت احرار کی قربانیاں ہماری قومی تاریخ کا عظیم ورثہ ہیں اور اس کے تسلسل کو باقی رکھنے والے جواں ہمت مردانِ حق خراجِ تحسین کے قابل ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنا ملک کے اساسی نظریے سے صریحاً غداری ہے جسے اسلامیان پاکستان کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ ختم نبوت اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے حوالے سے حکومت کو قادیانیت نوازی بہت مہنگی پڑے گی۔ مولانا عبدالنعیم نعمانی نے کہا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں پر مسلط کر کے ملکی سلامتی کو خطرے میں ڈالا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ اسلامی احکامات کے بارے صدر پرویز کے مؤقف کا اسلام اور مسلمانوں کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ نئے پاسپورٹ میں، حکومت حسبِ اعلان، مذہب کا خانہ بحال کرے اور قادیانیوں کے بارے نرم گوشہ ترک کر دے۔

☆......☆......☆

کمالیہ (۱۰ر دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کہا ہے کہ قادیانیت

کا محاسبہ وتعاقب اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ، مجلس احرار اسلام کا مشن ہے۔ہم اپنے عقائد اور دینی اقدار پر کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔وہ جامع مسجد صدیقیہ میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کر رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ حکمران عالمی سامراجی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں، ملک کی مذہبی شناخت ختم کی جا رہی ہے، پاکستانی پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کر دیا گیا ہے۔قادیانیوں، آغا خانیوں اور تمام لادین قوتوں کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ہم ایسی تمام سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انہیں کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔قائد احرار نے کمالیہ کے مختصر دور میں احرار کارکنوں سے ملاقاتیں کیں اور تنظیمی امور میں انہیں ہدایات جاری کیں۔اس دورہ میں چیچہ وطنی کے احرار رہنما محمد معاویہ رضوان آپ کے ہمراہ تھے۔

● امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی ''آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس'' میں شرکت:

اسلام آباد (۱۸؍دسمبر) جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن نے ۱۸؍دسمبر کو اسلام آباد میں ''آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس'' طلب کی۔جس میں تمام دینی وسیاسی جماعتوں کے ساتھ ساتھ مجلس احرار اسلام نے بھی شرکت کی۔احرار کے وفد کی قیادت امیر احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کی جبکہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور مرکزی رکنِ شوریٰ مولانا محمد مغیرہ آپ کے ہمراہ تھے۔قائدِ احرار نے اپنے خطاب میں کانفرنس کے فیصلوں کی مکمل تائید کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار دینی جماعتوں کے مشترکہ پروگرام اور ایجنڈے میں نہ صرف شریک ہوگی بلکہ مکمل تعاون کرے گی۔

کانفرنس میں شرکت کے بعد قائدِ احرار اپنے وفد کے ہمراہ مولانا ظہور احمد علوی کی دعوت پر جامعہ محمدیہ تشریف لے گئے۔یہاں آپ نے طلباء سے خطاب کیا۔جبکہ حضرت قاضی محمد ارشد الحسینی نے بھی طلباء سے خطاب کیا۔بعد ازاں قدیم احرار رہنما حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ سے ملاقات کی۔

☆......☆......☆

تلہ گنگ (۱۹؍دسمبر) قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ اسلام آباد میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے بعد یہاں تلہ گنگ تشریف لائے۔احرار کارکنوں سے ملاقات کی۔انہوں نے کارکنوں کو ہدایت کی کہ ۲۴؍دسمبر کے احتجاجی مظاہروں میں بھرپور شرکت کر کے انہیں کامیاب بنائیں اور پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی بحالی تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔

☆......☆......☆

گوجر خان (۱۹؍دسمبر) قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے ممتاز علمی اور روحانی شخصیت حضرت مولانا ڈاکٹر

محمد حسین للّٰھی سے یہاں ملاقات کی۔حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ حضرت مرشدنا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ کے خلفاء میں سے ہیں اور نادرۂ روزگار ہستی ہیں۔اس ملاقات میں جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔حضرت ڈاکٹر محمد حسین للّٰھی مدظلہ نے تحفظ ختم نبوت کے لیے مجلس احرار اسلام اور دیگر جماعتوں کی جدوجہد کی کامیابی کے لیے دعا فرمائی اور بے پناہ محبت وخلوص کے ساتھ قائدِ احرار کو رخصت کیا۔

☆......☆......☆

ملتان (۲۴ر دسمبر) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام پاسپورٹ سے مذہب کے خانے کے اخراج کے خلاف مرکزِ احرار دار بنی ہاشم ملتان میں ایک احتجاجی مظاہرہ ہوا۔جس میں مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی، ایم پی اے نفیس انصاری، علامہ خالد محمود ندیم، عبدالرشید ارشد، انتظار حسین قریشی، حافظ اللہ دتہ کاشف، مولانا عنایت اللہ رحمانی اور اقبال شاکر ایڈووکیٹ نے شرکاء سے خطاب کیا۔

مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ ختم کرنا شرمناک فعل اور نظریہ پاکستان سے غداری ہے۔اس اقدام سے صرف اور صرف قادیانیوں کو فائدہ پہنچا ہے۔حکومت بتدریج ایسے اقدامات کر رہی ہے جو پاکستان کا اسلامی تشخص ختم کرنے کی سازش ہے۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کے حوالے سے صورت حال میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔حکمران' اسلام کی نسبت سے اس قدر بیزار ہیں کہ اپنی مذہبی شناخت پر شرمساری محسوس کر رہے ہیں۔وہ عالمی سامراج کے حکم پر قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ صرف قادیانیوں کو ناجائز تحفظ فراہم کر رہے ہیں بلکہ انہیں اقتدار میں شریک کر کے مسلمانوں پر مسلط کر رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ حکومت نوشتۂ دیوار پڑھ لے اور تحریک ختم نبوت کے مطالبات فوراً تسلیم کرے۔چودھری شجاعت حسین اور اعجاز الحق زبانی جمع خرچ کرنے کی بجائے عملی اقدام کریں۔

شرکاء نے پلے کارڈز اٹھائے ہوئے تھے جن پر یہ نعرے درج تھے:

☆''پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے۔''

☆''قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔''

☆''حکومت قادیانیت نوازی بند کرے۔''

☆ نئے جاری شدہ تمام پاسپورٹ منسوخ کئے جائیں۔''

☆قوم مذہب سے ہے' مذہب جو نہیں کچھ بھی نہیں۔''

چیچہ وطنی (۲۵ر دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کے حوالے سے وفاقی وزیر داخلہ اور حکومتی پارٹی کے سربراہ چودھری شجاعت حسین کے بیانات متضاد اور متصادم ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلم لیگ (ق) کی اس بابت سفارش یا قرارداد کا وزیر اعظم اور حکومت پر کیا اثر ہوتا ہے اور سرکاری پارٹی کے مؤقف اور سرکاری پالیسیوں کا آپس میں کتنا تعلق ہے۔ کیونکہ پارلیمانی نظام حکومت میں وزیر اعظم اور کابینہ کے ارکان اپنی جماعت کے فیصلوں کے پابند ہوتے ہیں۔ وہ ہفتے کے روز احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد کے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ کے موقع پر صحافیوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر داخلہ آفتاب شیر پاؤ، وفاقی وزیر مملکت عامر لیاقت اور وفاقی وزیر اطلاعات شیخ رشید احمد کو ''شاہ'' کی وفاداری مبارک ~~ہو اسلامی احکامات اور شعائر اللہ کا مذاق اڑا کر [redacted] کا بیڑہ غرق کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ~~ چند روزہ نوکری کے لیے وزراء کرام اللہ ورسول (ﷺ) کے احکامات کا تمسخر نہ اڑائیں۔ کیونکہ سکندر مرزا اور بھٹو اور بھاری مینڈیٹ والوں کو بھی آخر کار کرسی سے ہاتھ دھونے پڑے تھے۔ مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے اس موقع پر کہا کہ ملک پر این جی اوز کا راج قائم کرنے کے خطرناک منصوبے پر عمل ہو رہا ہے۔ ہم ملک کی نظریاتی شناخت کے علمبردار ہیں۔ این جی اوز اور قادیانی لابی کو ملکی خزانے سے پرموٹ کر کے اسلامی تعلیمات اور مذہبی شناخت کو بلڈوز کیا جا رہا ہے۔ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ دو ہفتے قبل دورۂ امریکہ کے دوران صدر پاکستان نے واشنگٹن میں قادیانی کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر مبشر احمد کے گھر چار سو بھارتی اور پاکستانی نژاد امریکن قادیانیوں کے اجتماع میں شرکت کی۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ڈاکٹر مبشر کی بیوی سعدیہ چودھری وزیر اعلیٰ پنجاب کی مشیر تعلیم ہیں اور خاتون اوّل صہبا مشرف سے رشتے داری کی دعوے دار ہیں۔ ایسے میں کئی شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں۔ جن کی اعلیٰ سطحی وضاحت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ حالیہ مطالبے کی تکمیل تک موجودہ تحریک جاری رہے گی اور ضلعی سطح پر کانفرنسوں کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

☆......☆......☆

لاہور (۲۸ر دسمبر ۲۰۰۴ء) برطانیہ کے تعلیمی اداروں میں قادیانیوں کی طرف سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور ارتداد کی کارروائیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ جن کے سدِ باب کے لیے نوجوان طلباء کے گروپس قائم کئے گئے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی شعبہ اطلاعات کے دفتر میں لندن سے آمدہ اطلاعات کے مطابق لندن کی مختلف یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے قادیانی مختلف مذاہب کے نوجوانوں کو دھوکہ دے کر ارتداد پھیلا رہے ہیں اور اسلام کی غلط تعبیرات کر کے مرزا غلام قادیانی کو سچا ثابت کرنے کی مذموم سرگرمیوں میں مصروف

ہیں جبکہ بین الاقوامی سطح کی بعض اسلام دشمن لابیاں قادیانیوں کو سپورٹ دے رہی ہیں۔اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ قادیانی دھوکہ دہی اور ارتدادی سرگرمیوں کے توڑ کے لیے ختم نبوت اکیڈمی لندن کے تعاون سے سابق قادیانی شاہد کمال کے علاوہ جنید صدیقی، آصف احمد اور نذیر احمد کی نگرانی میں نوجوان طلباء کے متعدد گروپس تشکیل دیئے گئے ہیں جو نوجوانوں خصوصاً تعلیمی اداروں میں عقیدۂ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے حوالے سے موثر خدمات انجام دیں گے۔شاہد کمال جو چند روز قبل مسلمان ہوئے ہیں۔قادیانی تبلیغی حکمت عملی سے واقف ہونے کی بنا پر اہم خدمات سرانجام دیں گے۔

● جناب عبدالرحمٰن باوا (ڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی لندن) کا دورۂ پاکستان:

عالمی مبلغ ختم نبوت اور ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر جناب عبدالرحمٰن باوا نے گزشتہ دنوں پاکستان کا دورہ کیا۔وہ کراچی سے ملتان پہنچے تو سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے ائیر پورٹ پر ان کا استقبال کیا۔دارِ بنی ہاشم ملتان میں انہوں نے مجلس احرار اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سے تفصیلی ملاقات اور تبادلۂ خیال کیا۔وہ جامعہ خیر المدارس، جامعہ قاسم العلوم اور روزنامہ ''اسلام'' ملتان کے دفتر بھی گئے۔انہوں نے مرکز احرار جامع مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں نمازِ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال اور پاسپورٹ سے مذہب کے خانہ کے اخراج کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔بعدازاں عبداللطیف خالد چیمہ کی معیت میں ساہیوال میں جامعہ رشیدیہ اور جامعہ اشرفیہ عید گاہ بھی گئے اور علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے کارکنوں سے ملاقاتیں کیں۔ساہیوال سے وہ محمد معاویہ رضوان کی معیت میں لاہور دفتر مرکزیہ تشریف لے گئے' جہاں احرار رہنماؤں اور کارکنوں کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات نے ان سے ملاقاتیں کیں اور باہمی مشاورت کی۔لاہور میں وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت سید نفیس الحسینی، مرکزِ سراجیہ کے مدیر صاحبزادہ رشید احمد کے ہاں بھی تشریف لے گئے اور جامعہ اشرفیہ کا دورہ بھی کیا۔دفتر مرکزیہ میں مجلس احرار لاہور کی جانب سے ان کے اعزاز میں ایک عشائیہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔جس کی صدارت بزرگ احرار رہنما چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے کی جبکہ باوا صاحب نے عالمی سطح پر ردّ قادیانیت کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے بھی خطاب کیا۔بعدازاں وہ چنیوٹ، چناب نگر اور سرگودھا بھی گئے۔چناب نگر میں جامع مسجد احرار میں ان کے اعزاز میں امیر مرکزیہ حضرت پیر جی مدظلہ کی جانب سے استقبالیہ

دعائے صحت

● جناب پروفیسر محمود الحسن قریشی (ملتان) ● جناب غلام شبیر دھوبی (تلہ گنگ)

● مجلس احرار اسلام گوجرانوالہ کے قدیم کارکنان جناب مرزا عبدالغنی صاحب اور جناب شیخ عبدالمجید امرتسری صاحب

قارئین سے دعاءِ صحت کی اپیل ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔(آمین)

تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔جس میں جماعت کے مرکزی ناظم اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ کے علاوہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی، قاری شبیر احمد عثمانی، سید خالد محمود گیلانی نے بھی خطاب کیا۔وہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ، قاری شبیر احمد عثمانی اور بھائی عبید اللہ کے اداروں میں بھی تشریف لے گئے اور تقریبات میں شرکت کی۔مختلف مقامات پر اجتماعات اور تقریبات سے خطاب کرتے ہوئے جناب عبدالرحمٰن باوا نے اس بات پر زور دیا کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں، اداروں اور شخصیات کے مابین ہم آہنگی کی فضا بہتر ہونی چاہیے اور کام کی ترجیحات طے کرتے وقت رابطہ ازحد ضروری ہے۔انہوں نے کہا کہ جدید حالات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قادیانیت کے تعاقب کے لیے ہمیں اپنی حکمت عملی کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے ۔انہوں نے بتایا کہ ان کا ادارہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر منظم انداز میں کام کر رہا ہے اور پوری دنیا میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو واچ کرتا ہے۔محترم باوا صاحب نے سید محمد کفیل بخاری کے ہمراہ گوجرانوالہ کا دورہ بھی کیا اور مولانا زاہد الراشدی کی الشریعہ اکیڈمی میں خطاب کیا۔بعدازاں انہوں نے کراچی میں قیام کیا اور ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۴ء کو واپس لندن روانہ ہو گئے۔

صفحہ ۳۶۱ تا ۳۷۱ علماء دیو بند اور اتحادِ امت کے عنوان کے تحت ۲۳ نکات، تحریک تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے گراں قدر معلومات جمع ہوگئی ہیں مگر نظر ثانی اور ترتیب نو کی ضرورت ہے۔دراصل یہ مولانا کی نئی اور پرانی تحریروں کا مجموعہ ہے جو روزنامہ ''آزاد، نوائے پاکستان''، ہفت روزہ ''خدام الدین اور ماہنامہ ''صوت الاسلام'' میں شائع ہوتی رہیں۔مولانا نے انہیں تقریباً اسی طرح یکجا کر دیا ہے۔کتاب اپنے اندر ایک تاریخ، ایک عہد اور ایک تحریک لیے ہوئے ہے۔اس کا مطالعہ اہل ذوق اور اہل نظر کی تسکین کا سبب ہے۔جن ہستیوں اور شخصیتوں کے سچے کردار اور خدمات کو جانبدار مؤرخوں اور نام نہاد محققوں نے نژادِ نو کی نظروں سے اوجھل کر دیا' مولانا نے انہیں نسل نو کے سامنے پیش کر کے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔ہمارے لیے تو اب خود مولانا مجاہد الحسینی بھی یادگار اور عہد ساز شخصیت ہیں۔ وہ زندگی کی اُسی (۸۰) بہاریں دیکھ چکے ہیں۔ہم چاہیں گے کہ وہ اپنی مزید یادداشتوں کو مرتب فرمائیں اور انہیں بھی تاریخ کے حوالے کر کے نئی نسل پر احسان فرمائیں۔اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی سے نوازے۔(آمین)

(تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

قارئین توجہ فرمائیں!

''شبانِ احرار اسلام'' کی سہ روزہ کانفرنس منعقدہ ملتان
کی رپورٹ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **حضرت مولانا بشیر احمد خا کی رحمہ اللہ:** نام ور عالم دین جامعہ عثمانیہ شورکوٹ (ضلع جھنگ) کے بانی مہتمم حضرت مولانا بشیر احمد خا کی ۱۶؍دسمبر ۲۰۰۴ء کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا ایک متقی، انتہائی ملنسار اور خوش اخلاق تھے۔ قط الرجال کے اس دور میں اُن کا وجود غنیمت تھا۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا برسوں پر نہیں ہوگا۔ مولانا مرحوم طویل عرصہ سے جامعہ عثمانیہ کے سالانہ جلسے کے لیے قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کو باقاعدگی سے بلاتے رہے۔ حضرت پیر جی نے اُن کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور صاحبزادگان سے تعزیت کی۔

● **حافظ محمد کفایت اللہ مرحوم:** مجلس احرار اسلام شہلی غربی (حاصل پور) کے صدر حضرت حافظ محمد کفایت اللہ ۲۸؍دسمبر ۲۰۰۴ء بروز منگل انتقال کر گئے۔ وہ گزشتہ پانچ چھے ماہ سے فالج کے مرض میں مبتلا تھے۔ مرحوم ایک ایثار پیشہ اور مخلص ساتھی تھے۔ مجلس احرار اسلام کے لیے اُن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مرحوم نے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے قرآن کریم حفظ کیا۔ وہ اپنے والد مرحوم حافظ محکم الدین کے صحیح جانشین تھے۔ احرار اور خاندانِ امیر شریعت کے ساتھ اُن کی محبت ووفاداری لازوال تھی۔ حضرت پیر جی مدظلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ سید محمد کفیل بخاری، ابومعاویہ محمد بشیر چغتائی اور حافظ گوہر علی آپ کے ہمراہ تھے۔

● مجلس احرار اسلام (غازی پور، ضلع رحیم یار خان) کے کارکن قاضی محمد احمد خان جتوئی مرحوم (۲؍دسمبر ۲۰۰۴ء)

● مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے مخلص ساتھی چودھری عنایت صاحب کے والد حاجی خان زمان مرحوم۔

● اوکاڑہ میں ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب قاری غلام محمود انور کے والدِ ماجد حاجی نذیر احمد مرحوم (۲۷؍دسمبر ۲۰۰۴ء)

● مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص کارکن جناب اللہ نواز مرحوم (ملتان ۔۳؍دسمبر ۲۰۰۴ء)

● مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے صدر جناب شیخ نسیم الصباح کے چچا صوفی محمد شفیع مرحوم

● حافظ عبدالمنعم مرحوم (فاروقی کتب خانہ، ملتان) ● اہلیہ مرحومہ جام سجاد احمد ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ (بروز اتوار ۱۹؍دسمبر ۲۰۰۴ء)

اراکینِ ادارہ تمام مرحومین کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

ساغر اقبالی

آخری صفحہ

گھونسی برادری :

گھونسی اور گدی دونوں ہندی کے الفاظ ہیں۔گھونسی' گھونسا مارنے والا، گدی' گدگدانے سے بنا ہے۔

زمین دار طبقے کی گائے بھینسوں کا دودھ نکالنے والے مزدوروں کو ان لفظوں سے منسوب کیا جاتا تھا۔ کیونکہ دودھ نکالنے والا جانوروں کے تھنوں کو کبھی گدگداتا ہے اور کبھی تھنوں پر ہاتھ مارتا ہے تا کہ جانور کا دودھ نیچے اترے۔اس عمل کی طرف نسبت کر کے ان لوگوں کے یہ نام پڑ گئے ورنہ گھونسی اور گدی کوئی نسبی اور نسلی نسبت نہیں ہے۔یہ برادری اپنے پیشے سے منسوب ہے۔شرف الدین چینا پہلوان مسلم گھونسی ایسوسی ایشن دلّی کے سیکرٹری ہیں۔

ہندوستان میں اسی طرح مختلف پیشوں پر برادریاں بنتی رہی ہیں۔حجامت کے کام کرنے والے کاریگر حجام کہلانے لگے اور گوشت کاٹنے والے قصائی کہے جانے لگے۔

عربی میں دودھ کو حلیب اور لبن' اور دودھ نکالنے والے کو حالب اور دودھ فروخت کرنے والے کو لبّان کہا جاتا ہے۔ دودھ فروش جو مختلف صورتوں سے دودھ فروخت کرتے ہیں۔انہیں حلوائی کا نام دے دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ دودھ کو میٹھا (حلو، مٹھاس) کر کے فروخت کرتے ہیں، دہی بناتے ہیں، ربڑی بناتے ہیں، دودھ بھون کر کھویا بناتے ہیں اور کھوئے سے قلاقند، برفی اور پیڑے بناتے ہیں۔

گھونسیوں کی مسجدیں :

دلّی میں گھونسی برادری کی دو تاریخی مسجدیں ملتی ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس برادری کو شہر کی آبادی میں عظمت حاصل تھی۔اس طبقے کے نام سے ایک مسجد ''مسجد گدیان'' دلّی گیٹ کے متصل جٹواڑہ میں واقع ہے اور ایک مسجد ''سدھو گھوسن'' کے نام سے چرخے دالان میں واقع ہے۔مسجد پر یہ فارسی قطعہ کندہ ہے:

مسجد و مدرسہ و مکان و مسکن
ہمہ ہا وقف شدہ از عاجزہ سِدھو گُھوسن

۱۸۳۸ء اس کی تعمیر کا سال ہے۔یہ بہادر شاہ ظفر کا دور ہے۔''غدر'' ۱۸۵۷ء سے ۱۹ سال پہلے کا۔یہ دومنزلہ مسجد ہے، نیچے دکانیں ہیں۔اس میں (کبھی) مدرسہ بھی ہوگا۔۱۹۴۸ء کے بعد یہ محلّہ مسلم آبادی سے خالی ہوگیا۔(بابری مسجد تحریک کے دوران) اس مسجد کو برباد کر دیا گیا تھا۔

اب اسے دوبارہ شان دار طریقے پر تعمیر کیا گیا ہے۔قطعہ تاریخ کسی عالم فاضل نے کہا ہے۔اس سے اس مسجد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (''دلّی کی برادریاں'' صفحہ ۲۶۹۔مولانا اخلاق حسین قاسمی)

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج - آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غُبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے - سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے -

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلُو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج -

جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے -

جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے -

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے -

اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے -

ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت - خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج - صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے - بچّوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید -

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے -

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری - ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ -

آپ ہمدرد دوست ہیں - اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں - جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے - اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں -

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No.32

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ — امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ ملتان

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

بحمداللہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے اہتمام میں مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہؓ کی حفظ وناظرہ قرآن درسِ نظامی اور پرائمری شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔
گزشتہ سال 2004ء میں مدرسہ سے ملحق ایک مکان خرید کر مدرسہ کی توسیع کی گئی۔ جن اہل خیر حضرات نے اللہ کی توفیق سے اس کارِ خیر میں تعاون کیا، ہم اُن کے لیے دعا گو ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے اور اُن کی خدمت قبول فرمائے۔ (آمین)

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں

مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ وعشر، صدقات، قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری (مدرسہ معمورہ)
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

دیگر مراکز

- مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور۔ فون: 042-5865465
- دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی فون 0445-482253
- مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں (گجرات) فون: 0433-650025
- مدنی مسجد بخاری ٹاؤن چنیوٹ۔ فون: 0446-333155
- عبدالرحمٰن جامیؒ جلال پور پیروالا۔ فون: 061-4210505
- مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر۔ فون: 04524-211523
- مسجد ابوبکر صدیق، تلہ گنگ۔ فون: 05776-412201
- مدرسہ ختم نبوت بورے والا موبائل: 0300-6993318
- مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)۔ فون: 067-3791151
- مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)۔ فون پی پی: 067-3751204

الداعی الی الخیر: تحریکِ تحفظِ ختم نبوت شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان